اپنے عنوان پر پہلی حقیقت افروز، دلکشا تحریر

حضور مجاہد ملت

اور

مسلک اعلیٰ حضرت

فکر و تحقیق

مولانا ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری

ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی، میسور یونیورسیٹی میسور

باہتمام

مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

(مولانا) محمد ظفیر الدین رضوی مالک شیرین بک ڈپو وشاکھاپٹنم

نام کتاب : حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلحضرت
فکر و تحقیق : مولانا ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری
کمپوزنگ : حافظ و قاری طارق رضا نجمی
پروف ریڈنگ : ثاقب رضا نجمی۔ ردولوی
نظر ثانی : حضرت مفتی محمد امان الرب رضوی......گونڈہ
خواہش و فرمائش : جناب۔ایس۔کے احسان اللہ حبیبی صاحب کٹک
تکمیل آرزو : شاعر اسلام فیروز راحت صاحب کلکتہ
عکس تمنا : حضرت مولانا محمد راشد صاحب کٹک
تعبیر خواب : حضرت مولانا ریاضت حسین ازہری......اڈیشا
ناشر : شیرین بک ڈپو وشاکھاپٹنم
سن طباعت : جون ۲۰۱۴ء
صفحات :
قیمت :

ملنے کے پتے

☆......دار العلوم رضویہ حبیبیہ، جوبرا، کٹک، اڈیشا
☆......فیضی کتاب گھر، مہسول چوک، سیتامڑھی، بہار
☆......مولانا انعام الحق، سنی ہری مسجد، خیرانی روڈ، ساکی ناکہ، ممبئی
☆......شیرین بکڈپو، مسجد اقصیٰ جنکشن، ریلوے نیو کالونی، وشاکھاپٹنم

منقبت درشان حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ والرضوان

محبت سے عقیدت سے ادب سے اور قرینے سے
سب اپنی جھولیاں بھر لو مجاہد کے خزینے سے

حبیبی عرس میں آ کر مقدر کو جگا لو کہ
رضا کا فیض بٹتا ہے حبیبی آستانے سے

کبھی جیل اور کبھی ریل اور کبھی زنجیر سے کھیلے
نہ گھبرائے کبھی وہ راہ حق میں سر کٹانے سے

فروغ دین کی خاطر لٹا کر مایۂ ہستی
مجاہد سو رہا ہے اپنی تربت میں قرینے سے

رضا و حجۃ الاسلام کی نسبت کا کیا کہنا
ابلتا نور کا دریا ہے گنبد او رزینے سے

رضا کا مسلک حق ہے سکون دل مجاہد کا
یہی تاج الشریعہ کہہ رہے ہیں ہر دیوانے سے

نظر آتا ہے پل پل میں بریلی سے مدینے تک
جو اپنی آنکھیں ملتے ہیں تمہارے آستانے سے

جیسی گنبد و مینار سے آواز آتی ہے
رہو تاج الشریعہ سے جڑے یہ ہیں نمونے سے

یہ پیغام مجاہد ہے جڑے رہنا بریلی سے
کنکشن گر لگانا ہے تمہیں مکے مدینے سے

وہابی دیوبندی صلح کلی سر اٹھاتے ہیں
بچالو سنیت کو تم ہو عباسی گھرانے سے

اے نجم القادری تم بھی بفیض مفتی اعظم
سجالو دامن ہستی مجاہد کے نگینے سے

انتساب

ماضی قریب کے ان اسلاف کے نام

- جن کے غبار راہ کی روشنی سے اب تک شبستان افکار و عقائد میں چراغاں ہے۔
- جنہوں نے طوفانی فضا میں بھی مسلک رضا کی ایمانی لہروں کو زمانے کی دست برد سے نہ صرف بچایا بلکہ اس کے گرد و پیش شمع حق کی ایسی حصار بندی کر دی کہ جوں جوں باد مخالف تیز ہوئی اس کی تجلی بڑھتی گئی، ڈھونڈنے والوں کو منزل مقصود کا پتہ ملتا رہا۔
- یہ سنیت کی جگمگاہٹ، یہ رضویت کی مسکراہٹ انہیں کی مومنانہ فراست کی جلوہ گری ہے، جو کبھی حجۃ الاسلام تو کبھی مفتی اعظم، کبھی ملک العلماء تو کبھی محدث اعظم، کبھی صدر الشریعہ تو کبھی برہان ملت، کبھی شیر بیشہ اہل سنت تو کبھی شمس العلماء، کبھی امین شریعت تو کبھی حافظ ملت، کبھی صدر العلماء تو کبھی مجاہد ملت کی شکل میں افلاک اہلسنت پر آفتاب و ماہتاب بنکر ضیا پاشی کرتے رہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

اور

حال کے ان جانباز وفا کیشوں کے نام

- جو ہر اس آواز کو اپنی بصیرت کے جوہر اور فکر و تحقیق کے خنجر سے نسیا منسیا کر دینے کا ہنر رکھتے ہیں جو مسلک اعلحضرت کے خلاف اٹھے، مرکز اہل ست کو ٹیڑھی نظر سے دیکھے۔
- ہمیں یقین ہے حال میں جنکے انقلاب آفریں کارناموں کو زمانہ یاد رکھے گا اور ان کی ہدایات کی تجلیات میں اپنا نظریاتی قبلہ درست کرے گا۔
- جن کے عزم و استقامت اور حزم و احتیاط کا نعرہ ہے ؎

ادھر آؤ پیارے ہنر آزمائیں......تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

اور

مستقبل کے ان فیروز بخت جیالوں کے نام

- جو حال سے حوصلہ وولولہ اور ماضی سے تدبر وحکمت بالغہ کا اثاثہ لیکر اٹھینگے اور ابر مسلک رضا بنکر آفاق عالم پر چھا کر سنیت کی موسلا دھار بارش سے ملک ملک اور صوبہ صوبہ، بستی بستی اور قریہ قریہ انشاءاللہ جل تھل کر دینگے۔
- جو مرکز اہل سنت سے خود وابستہ رہ کر اوروں کو اٹوٹ وابستگی کی دعوت یہ کہکر دینگے کہ

اپنے مرکز سے جدائی ہے تبا ہی یارو
بوئے گل، گل سے جدا ہو کے بھٹکتی ہی رہی

پیش لفظ

کبھی کبھی چھوٹا واقعہ بھی دیکھتے دیکھتے بڑے واقعہ کا پیش خیمہ بن جاتا ہے اور غیر ارادی طور پر وہ کام ظہور پذیر ہو جاتا ہے جس کے لیے ابھی سوچا بھی نہیں۔ ذہنی تیاری بھی نہیں کی۔ فکری بکھری کڑیوں کو سمیٹا بھی نہیں۔ خیال بندی بھی نہیں کی مگر اس عدم کے جلو سے وجود کے وہ جلوے درخشاں ہو جاتے ہیں جو شمع راہ ہی نہیں نشان منزل بھی بن جاتے ہیں کامیاب اور بامراد معاشرہ وہ ہے ماضی سے جس کا رشتہ مضبوط ہو۔ اسی لیے ماضی سے ربط۔ حال سے آگہی اور مستقبل کے مستقل سنگ میل کا پتہ جہاں ملے غیور طبعیت اس کی طرف فوراً لپکتی اور جھکتی ہے۔ یہ تو ہے کہ ذرہ کو آفتاب بننے میں کئی جاں گسل مراحل سے گزرنا پڑتا ہے مگر ہر جگمگاتا آفتاب ذروں کا قدر آشنا ہے تو اس کے پیچھے کچھ اسرار پنہاں ضرور ہیں۔ یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس کا شان نزول بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اچانک بلبل باغ مدینہ، جناب فیروز راحت صاحب کلکتہ کا فون آیا کہ گل گلزار مسولی شریف جواں سال، جواں فکر اور جواں امنگ شخصیت حضرت بابرکت الشاہ اسید گلزار میاں صاحب دام اقبالہ اپنی سرپرستی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی بے باک اور ٹھوس اشاعت کے لیے ایک رسالہ نکالنے جا رہے ہیں جس کا پہلا شمارہ ہی مجاہد ملت نمبر ہوگا۔ اور اس کے لیے منتخب عناوین میں سے آپ کے لیے حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عنوان کا انتخاب کیا گیا ہے۔ حضرت کا حکم یہ ہے کہ پندرہ دن کے اندر مضمون مل جانا چاہیے، چوں کہ عرس مجاہد ملت میں اس کا رسم اجرا ادا ہونا ہے۔ بس پھر کیا تھا میں اپنی زیر ترتیب کتاب ''امام احمد رضا اور تجلیات عمل'' سے یکسو ہو کر حضور مجاہد ملت پر موجود کتابوں کی تلاش اور ان کتابوں میں عنوان کی نسبت سے مواد کی تلاش میں جٹ گیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ کسی بھی رسالے کے ''مجاہد ملت نمبر''

میں حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقل کوئی مضمون نہیں ہے۔ ہاں ذیلی اور ضمنی طور پر جو باتیں زیر قلم زیر بحث آ گئیں تو آ گئیں ہوسکتا ہے کہ یہ خیال کارفرما رہا ہو کہ حضور مجاہد ملت کی پوری زندگی ہی مسلک اعلیٰ حضرت کی نمایاں خدمات سے عبارت ہے۔ بلکہ مجاہد ملت، مسلک اعلیٰ حضرت ہی کی تعبیر واستعارہ کا نام ہے لہٰذا ان کی حیات وخدمات کے جس گوشے کو دیکھئے مسلک اعلیٰ حضرت کی چاندنی میں ڈوبی ڈوبی اور بھیگی بھیگی نظر آتی ہے وہ تو خود مستقل عنوان ہیں۔ عنوان کو عنوان بنانے کی ضرورت کیا ہے؟

تاہم میں نے اپنے نقطۂ نظر سے مطالعہ کیا، ضروری مواد کو نشان زد کیا۔ خاکہ بنایا اور جب مسودہ سے مبیضہ کی منزل آئی تو سمیٹتے سمیٹتے مضمون اٹھارہ صفحات پر قابض ہو چکا تھا۔ حکم کی تعمیل میں وقت سے پہلے ہی ہم نے گلزار ملت کے ای۔میل آئی ڈی پر مضمون بھیج دیا۔ اب جو مواد اخذ و اقتباس سے رہ گئے تھے وہ عرش ذہن سے فرش قرطاس پر آنے کے لیے کروٹ بدلنے اور جلوہ آرائی کے لیے دریچۂ ذہن پر دستک دینے لگے۔ دوبارہ جب توجہ کی اور ایجاز و اختصار کی قید و بند کے ساتھ مسودہ کو ذرا پھیلایا تو بتیس صفحات لالہ زار ہو گئے۔ رفیق گرامی حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کا اصرار رہا کہ یہ مضمون اپنی جامعیت اور واقفیت کے اعتبار سے زمانے اور حالات کی ضرورت ہے لہٰذا اسے کتابچہ کی شکل دی جائے اور خوب پھیلایا جائے۔ ہم نے سوچا حضور مجاہد ملت کے سوانحی خاکہ کے بغیر قارئین تشنگی محسوس کریں گے اس لیے یہ اضافہ ناگزیر ہے۔ اس تناظر میں سیرت وسوانح کے گلشن سے وہ پھول جو صحرا کو گلشن بنانے کی آب وتاب رکھتے تھے۔ جن میں بریلی کا رنگ وروپ بریلی کی چمک دمک اور بریلی کی نکہت ومہک دامن دل کھینچ رہی تھی کا گلدستہ بنایا۔ کتاب آپ کے سامنے ہے۔ دوران مطالعہ آپ ضرور محسوس کریں گے کہ ہم نے ماضی کا رستہ حال سے ماضی ہی کا آئینہ دیکھا کر استوار کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ الرضوان کی جو عظمت بداماں عقیدت مرکز اہل سنت بریلی شریف سے رہی ہے چن چن

کر عنوان اور ذیلی عنوان اور زیر عنوان کے دھاگے میں پرونے کی مخلصانہ سعی کی ہے۔ صرف اس تصور میں ہم اس رہگذر سے گذرے ہیں کہ اسلاف سے ہمارا راستہ جواب صرف نعروں کے حصار میں محصور ہوتا جا رہا ہے ارباب ذوق ونظر اور اصحاب عقیدت وبصیرت اس حصار سے نکلیں اپنے اسلاف کی روشن وتابناک روش کو اپنا کر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک سرخرو بنیں۔ اس نسبت سے اپنے خاک کو ایسا بھرپور بنائیں کہ استقبال خود بخود پرنور ہو جائے۔ ہمارے اب تک کے بزرگ بریلی شریف کو مرکز اہل سنت ہی نہیں اس سے تعلق کو اپنی سعادت اور آخرت کے نجات کی ضمانت یقین کرتے تھے اور اس یقین کی اشاعت وصیانت میں اپنی فکر وتوانائی کا عرق نچوڑ کر رکھ دیتے تھے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ بریلی اب تک علی الاتحاد مرکز اہل سنت بنا ہوا ہے۔ ادھر کچھ ناخلق پیدا ہو گئے ہیں جو زلف آزاد خیالی کے اسیر ہو رہے ہیں اور بخودی میں ایسی ایسی باتیں بولنے اور لکھنے لگے ہیں جو ان کے بھی آبا واجداد نے کبھی نہیں سنا ہوگا ہمارے ماضی قریب کے بزرگوں میں حضور مجاہد ملت حساس طبیعت اور جواد فطرت کے مالک تھے مرکز اہل سنت سے وابستگی اور وفاداری میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ان کے کردار وعمل کے رشحات جیسے بول رہے ہیں کہ ان کا ہر موئے بدن مرکز اہل سنت کے نور سے شرابور بریلی بریلی پکارتا تھا، ان کے عالمانہ کروفر۔ فاضلانہ طمطراق اور مجاہدانہ شان وشوکت رضا رضا کا وظیفہ الاپنے ہی میں وارفتگی قلب کی تسکین پاتے تھے۔ اس لیے کوئی کہیں کا بھی اس کی گردن میں اعلیٰ حضرت کی عقیدت کا قلادہ ڈالتے اور مرکز اہل سنت کی محبت کا پیالہ پلاتے وہ خوب جانتے تھے کہ بریلی اور فکر بریلی کی دوری آدمی کو کبھی بھی اور کسی بھی گڈھے میں ڈھکیل سکتی ہے۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی آدمی پہلے ہی قدم میں صلح کلیت کے دلدل میں پھنس سکتا ہے۔ اس لیے جیسے بھی ہو لوگوں کو بریلی سے قریب کیا اور رکھا جائے۔ عقائد واعمال کے تحفظ کا نام قابل تسخیر قلع صرف بریلی ہے۔ تعجب ہے وہ بریلی جو کل تک ہمارے تمام

بزرگوں کی آنکھ کی ٹھنڈک تھا۔ آج کچھ لوگوں کی آنکھ کا تنکا بن کر چبھنے لگا ہے۔ وہ مختلف بہانے سے کبھی مسلک اعلیٰ حضرت پر نازیبا حملہ کر کے۔ کبھی بریلی کی مرکزیت کو آنکھ دیکھا کر کے اور کبھی حضرت تاج الشریعہ کی عالمی وآفاقی محبوبیت ومقبولیت سے خار کھا کے تلملاتے ہوئے بے بصیرتی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور بے خودی میں وہ وہ کارنامے انجام دے رہے ہیں جس پر حیرت کو بھی حیرت ہے افسوس کو بھی افسوس ہے۔ بھلا ہو حضرت گلزار ملت کا کہ ان کی تحریک وتشویق پر ہم کو آئینہ دیکھانے کا موقع ملا۔ حضور مجاہد ملت کی حیات وخدمات کے لب لباب مسلک اعلیٰ حضرت کی انمول خدمت اور اٹوٹ محبت کے جلوہ ہائے رنگا رنگ کی ہم کو زیارت میسر آئی جس سے حال کے خاکستر میں دبی ماضی کی کچھ چنگاری فروزاں ہوئی۔ کچھ یادوں کی جھلملاتی شمع کو تازہ دم ہو کر جگمگانے کا حوصلہ ملا۔ میں سمجھتا ہوں اپنے ماضی کے تمام بزرگوں کی خدمات مسلک اعلیٰ حضرت کے منظر اور پس منظر میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً حضور حافظ ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت۔ حضور صدر الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت حضور ملک العلماء اور مسلک اعلیٰ حضرت اور حضور برہانِ ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت حضور محدث اعظم اور مسلک اعلیٰ حضرت وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین اس طرح ان اکابرین اہل سنت پر اگر پے در پے مضامین آتے رہے تو بجلی گرتے گرتے آپ خود بیزار ہو جائے گی اور مسلک اعلیٰ حضرت کا غلغلہ بلند سے بلند تر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کے صدقے میں ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں جلائے محبت میں سلائے اور عقیدت میں اٹھائے۔ آمین

☆☆☆

نذر عقیدت

بخدمت گرامی!

گل گلزار قادریت، شمع دبستان مسلک اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ الشاہ **سید محمد گلزار میاں صاحب قادری** زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ، مسولی شریف، یو، پی۔ مذہب اہل سنت وجماعت سے یہ ان کی سچی ہمدردی کا اعلامیہ ہیکہ اپنی خانقاہ سے جاری ہونے والے رسالہ ''گلزار حبیب'' کا پہلا شمارہ اس مرد مجاہد کے نام منسوب کیا ہے جنکا مطمح نظر اور نصب العین مسلک اعلیٰ حضرت کا تحفظ وارتقاء تھا۔

اور

حضرت بابرکت، سراج ملت، پیر طریقت، علامہ الشاہ

سید محمد سراج اظہر صاحب رضوی، ممبئی

جو مرکز اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تئیں شفاف آئینے جیسی صورت اور بے داغ قرطاس جیسی سیرت رکھتے ہیں، جنکی خدمات ہی نہیں جذبات بھی جگ ظاہر ہیں، عروس البلاد ممبئی

جس کے بحر ظلمات میں اچھے اچھوں کی کشتی اس طرح ڈوب جاتی ہیکہ کوئی تختہ بھی سلامت نہیں رہتا، مگر آپ مفتی اعظم کا جیتا جاگتا فیضان ہیں کہ طوفان تیور دیکھ کر اپنا رخ بدل لیتا ہے۔

اور

نیر آسمان حبیب، فلک وقار وزہرہ گداز خطیب، پیر طریقت، حبیب ملت

حضرت مولانا الشاہ سید غلام محمد صاحب حبیبی

رونق آستانہ عالیہ قادریہ، حبیبیہ دھام نگر شریف، جو اس مرد مجاہد کے جذبۂ جہاد کی امانت اپنے دوش ناتواں پر ہمت جواں کے سہارے سنبھالے ہوئے ہیں جن کے

نحیف جسم میں پورے ملک کا تحریکی دل دھڑکتا تھا، اور جنکی خلوت وجلوت رضا رضا پکارتی تھی۔

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں۔

مجاہد ملت! کون

اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ مجاہد ملت کون ہیں؟ تو چند جملوں میں میرا جواب ہوگا کہ مجاہد ملت وہ ہیں جنہوں نے اپنے دور میں اعلحضرت کی تحریک تحفظ ناموس رسالت کو مرنے نہ دیا بلکہ اپنی علمی شان اور عملی آن بان سے اس کے تن نازنین میں نئی جان ڈال دی...... مجاہد ملت وہ ہیں جنہوں نے حضور حجۃ الاسلام کی اجازت وخلافت کا نہ صرف بھرم رکھا بلکہ دنیا کے سامنے اپنے کردار وعمل سے رضوی خلافت کا اصلی مقام اس سوز وگداز سے پیش فرمایا کہ دنیا عش عش کر اٹھی...... مجاہد ملت وہ ہیں جنہوں نے اپنے شخصی طنطنہ اور بے تکلفانہ دوستی کے باوصف حضور مفتی اعظم سے نیاز مندانہ ہی ملنے میں اپنی سعادت سمجھا...... مجاہد ملت وہ ہیں جنکے تخیلاتی سرو کی شاخ طوبیٰ پر بریلی کی یادوں کا عندلیب بے تکان چہکتا ہی رہا...... مجاہد ملت وہ ہیں جنہوں نے اپنے مجاہدانہ للکار سے قوم وملت کی زلف برہم سنوارنے میں اپنی زندگی گذاردی...... اور مجاہد ملت وہ ہیں کہ جس سرزمین نے ولادت ووفات کیلئے آپ کا انتخاب کرلیا وہ رفعتوں کا گلاب بن گئی، جسکی خوشبوئے دلنواز سے ہندو بیرون ہند کا قطعہ قطعہ معطر ومعنبر ہورہا ہے اور وہ خود دھام نگر سے دھام نگر شریف کہی جانے لگی، دنیا کے نقشے میں آج بھی بہت سارے شہر ہیں جو صرف کسی اللہ والے کی نسبت سے مشہور اور ممتاز ہیں، ان کے نام کے ساتھ نسبت شریفی کا ایسا لاحقہ لگا کہ وہ نام کا جزو لاینفک بن گیا، جیسے حضور جان نور ﷺ کی نسبت سے مدینہ سے مدینہ شریف...... حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی نسبت سے بغداد سے بغداد شریف...... حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی نسبت پا کر اجمیر

سے اجمیر شریف...... حضرت شاہ سمناں سے نسبت پا کر کچھوچھہ سے کچھوچھہ شریف، حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری سے نسبت پا کر بہار سے بہار شریف...... حضرت شاہ برکت اللہ کی برکت سے مارہرہ سے مارہرہ شریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی نسبت سے بریلی سے بریلی شریف...... یونہی حضور مجاہد ملت مولانا الشاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری کی نسبت سے دھام نگر سے دھام نگر شریف جب تک دنیا میں دیوانگان مصطفیٰ کی دیوانگی سلامت ہے ان تمام شرافتوں کے جلو میں دھام نگر کی بھی شرافت زندہ وتابندہ رہے گی، ملک ہند کا بڑا بڑا شہر منہ دیکھتا رہ گیا اور ایک مجاہد کے قدم ناز سے ایک چھوٹے سے گاؤں کے سر پر شرافت کی دستار کیا بندھی کہ عوام وخواص سب کی عقیدتوں کا وہ مرکز ہوگیا۔

آیئے اسی مولانا حبیب الرحمان سے مجاہد ملت بننے تک کی منزل بہ منزل تاریخ کا سرسری جائزہ لیتے ہیں۔

تاریخ وسن ولادت

۸ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۰۴ء بروز شنبہ بوقت صبح صادق آپ کی ولادت قصبہ دھام نگر میں ہوئی، جواس وقت صوبہ بہار اڑیسہ کے ضلع بالیسور میں تھا، ۱۹۳۶ء سے پہلے بہار اڑیسہ کی تقسیم نہیں ہوئی تھی، اسی طرح آج کا بھدرک ضلع جس میں دھام نگر ہے، ۱۹۹۳ء سے پہلے ضلع بالیسر کا ایک سب ڈویزن تھا، یہی دھام نگر ۱۸۶۰ء میں ضلع کٹک کے تحت آتا تھا۔ (حیات مجاہد ملت، ص ۱۰، ۱۱، علامہ عاشق الرحمان)

مورث اعلیٰ

حضور مجاہد ملت کے مورث اعلیٰ، حضرت مولانا شاہ کمال بلخی جنکا سلسلۂ نسب سرکار دوجہاں ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا

ہے، اپنے والد ماجد کے ساتھ بلخ سے قصبہ پٹاسپور صوبہ بنگال تشریف لائے تھے، آپ کے والد ماجد کچھ روز کے بعد یہاں سے واپس تشریف لے گئے، حضرت مولانا کمال عباسی بلخی نے پٹاسپور سے قریب امرسی نام کے مقام پر ایک سید صاحب کے یہاں شادی کی، آپ شریعت وطریقت دونوں کے جامع تھے۔ (مصدر سابق)

ابتدائی تعلیم

حضور مجاہد ملت نے اپنے بچپن میں دھام نگر کے حافظ شفیع الرحمان صاحب مرحوم کے نگر دادا شاہ مجیب اللہ صاحب مرحوم سے قرآن پڑھا، والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے مولانا شفقت حسین صاحب مرادآبادی سے آمدنامہ شروع کی، مگر اس کا درس مکمل نہ ہوسکا تھا کہ انگریزی تعلیم شروع ہوگئی، دھام نگر کے قطب حسین صاحب کے والد نذیر حسین صاحب نے آپ کو سب سے پہلے انگریزی پڑھانا شروع کی، اس کے بعد آپ دھام نگر مڈل انگلش اسکول میں داخل ہوئے، پھر آپ کو شہر کٹک کے رونشا کالجیٹ اسکول میں داخل کردیا گیا، اڑیسہ میں ہائی اسکول کے گیارہویں درجے کو اس زمانے میں درجہ اول میٹریکولیشن کہا جاتا تھا، درجہ دہم کو دوم میٹریکولیشن کہا جاتا تھا، اسی طرح درجہ پنجم کو درجہ ہفتم میٹریکولیشن جاتا تھا، پھر ہر درجے کی کئی شاخیں ہوتی تھیں، شاخ "الف" کا معیار شاخ "ب" کی بہ نسبت اونچا ہوتا تھا، رونشا کالجیٹ اسکول کے درجہ ہفتم ب میٹریکولیشن میں آپ کا داخلہ ہوا تھا، لیکن چند روز کے بعد آپ ترقی کرکے درجۂ ہفتم الف میٹریکولیشن میں پہنچ گئے، اس کے بعد ششماہی امتحان ہوا، اور اس میں آپ نے اچھے نمبر حاصل کئے، لیکن امتحان سالانہ کے وقت آپ شدید ٹائیفائڈ میں مبتلا رہے، اور امتحان میں شریک نہ ہوسکے، امتحان ششماہی کی کامیابی کی وجہ سے آپ کو درجہ ششم میٹریکیویشن کو ترقی دے دی گئی، لیکن آپ نے انگریزی تعلیم ترک فرمادیا، جب آپ رونشا کالجیٹ اسکول کٹک میں پڑھ رہے تھے اور شدید

ٹائیفائڈ بخار دماغی توازن پر اثر انداز ہوگیا تھا، اسی حالت میں ایک روز دروازے کی زنجیر کو پکڑ کر اسے بہت دیر تک ہلاتے رہے اور زبان سے بولتے جاتے تھے، "اے زنجیر بتا تجھے کس نے پیدا کیا" انگریزی تعلیم کو ترک کرنے کے بعد آپ نے کتاب آمدنامہ دوبارہ مولانا عبدالعزیز صاحب بنگالی سے پڑھنا شروع کیا، فارسی کی تعلیم کے بعد عربی کا درس شروع ہوگیا، اور انہیں سے پنج گنج اور ہدایۃ النحو تک کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد آپ نے دھام نگر مدرسہ حمیدیہ میں خاص طور پر حضرت مولانا عبدالصمد صاحب سے شرح جامی تک کی کتابوں کا درس لیا، پھر یہاں حضرت مولانا ظہور حسام صاحب مانکپوری قدس سرہ تشریف لائے، حضور مجاہد ملت نے آپ سے شرح جامی سے مشکوٰۃ شریف تک کی کتابوں کا درس لیا، یہ بات یہاں قابل ذکر ہیکہ آگے چل کر حضور مجاہد ملت نے حضرت مولانا ظہور حسام صاحب مانکپوری قدس سرہ سے سلسلہ حسامیہ کی خلافت لی، اور آپ نے حضور مجاہد ملت قدس سرہ سے سلسلہ قادریہ نوریہ کی خلافت لی۔ (مصدر سابق)

اعلیٰ تعلیم

حضرت مولانا ظہور حسام صاحب مانکپوری قدس سرہ کے مشورہ پر مزید تعلیم کیلئے ۱۳۴۲ھ میں الٰہ باد آئے، اور مدرسہ سبحانیہ میں داخلہ لیا، یہاں حضرت مولانا نجم الدین صاحب بہاری علیہ الرحمہ تلمیذ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ سے قطبی مع میر پڑھی، پھر مولانا مرحوم کے چلے جانے کے بعد مولانا عبدالرحمٰن صاحب بادشاہ پوری سے تقریباً دوسال ملا جلال مع بحرالعلوم، اور ترمذی شریف وغیرہ آپ ہی سے پڑھی، دوسال کے بعد الٰہ باد سے اجمیر تشریف لے گئے اور جامعہ معینیہ میں داخلہ لیکر پیرزادے مولانا سید شاہ حامد حسین صاحب علیہ الرحمہ سے عربی ادب کی کتابیں پڑھیں اور حضرت مولانا عبدالحی پشاوری اور صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی صاحب اعظمی علیہما الرحمہ والرضوان

سے سے حمداللہ، میر زاہد، قاضی مبارک، امور عامہ، اور توضیح وتلویح جیسی کتابیں پڑھیں، دارالعلوم معینیہ اجمیر شریف میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد حضور صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اوران سے حدیث کی بقیہ کتابوں کو پڑھا، اور سند حدیث حاصل کی، تعلیم سے فراغت پانے کے بعد وہیں حضور صدرالافاضل علیہ الرحمہ کے جامعہ نعیمیہ میں مدرس ہوگئے، ادھر حضرت مولانا مفتی عبدالکافی صاحب علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد مدرسہ سبحانیہ کے انتظامات واعتقادات میں لوچ پیدا ہونے لگی، حضرت کو خبر ملی تو ۱۹۳۴ء میں بحیثیت صدرالمدرسین مدرسہ سبحانیہ تشریف لائے، اپنے ہمراہ ۱۶، ۱۷ طلباء کو بھی لیتے آئے جنکی مکمل کفالت خود اپنی جیب سے فرماتے، مجاہد ملت تفسیر حدیث، اور منطق وفلسفہ پر پوری طرح حاوی تھے، آپ کی تدریسی عظمت نے دور دور تک شہرت پائی، درس وتدریس کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا، بعد میں مناظراتی مصروفیت اور سماجیاتی مشغولیت کی وجہ سے تدریسی خدمات سے بالکل دستبردار ہوگئے، مگر برسوں گذر جانے کے بعد بھی تمام علوم آپ کو مستحضر تھے، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ تحریر فرماتے ہیں:

> ''حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ منقول ومعقول کے متبحر عالم تھے، آپ نے ایک عرصہ سے سلسلہ تدریس کو خیر باد کہہ رکھا تھا، تاہم ہر موقع اور ہر محفل میں آپ کے علم کو مستحضر پایا گیا، تنقیح مسائل اور نقد دلائل میں آپ کا جواب نہ تھا۔''

(ماہنامہ اشرفیہ کا مجاہد ملت نمبر، ص ۸۵)

ممتاز اساتذہ

- حضرت مولانا محمد نجم الدین صاحب بہاری
- حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی

- حضرت مولانا ظہور حسام مانک پوری
- صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی
- صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی
- حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی
- حضرت مولانا شاہ سید مصباح الحسن صاحب پھپھوند شریف

رفقائے درس

- حضرت مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان۔
- حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی۔
- حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مبارکپوری۔
- حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب مفتی اعظم کانپور۔
- حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب مصنف قانون شریعت۔
- حضرت علامہ غلام یزدانی صاحب اعظمی۔
- حضرت علامہ سلیمان صاحب بھاگلپوری۔
- حضرت علامہ محمد محسن صاحب، شافعی۔

منتخب تلامذہ

- شمس العلماء مولانا محمد نظام الدین صاحب بلیاوی۔
- حضرت مولانا عبدالرب صاحب مرادآبادی۔
- شیر بہار حضرت مفتی محمد اسلم صاحب مظفرپوری۔
- حضرت علامہ محمد عاشق الرحمٰن صاحب الہ باد۔
- حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب الہ باد۔

- حضرت مولانا مجیب الرحمٰن صاحب بھاگلپوری۔
- حضرت مولانا سید مقبول حسین صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ حبیبیہ الٰہ باد۔
- حضرت مولانا غلام مصطفٰے صاحب بھاگلپوری۔
- حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب، مفتی اعظم اڑیسہ۔
- حضرت مولانا نعیم اللہ خانصاحب الٰہ باد۔
- حضرت مولانا معین الدین صاحب۔

چند خلفاء

- حضرت مولانا ظہور حسام صاحب مانکپوری علیہ الرحمہ۔
- حضرت مولانا عبدالرب صاحب مرادآبادی۔
- حضرت مولانا نظام الدین صاحب، بلیاوی۔
- حضرت مولانا نعیم اللہ خانصاحب۔
- حضرت مولانا سید عباس علوی مکی صاحب۔
- حضرت مولانا عبدالتواب صاحب۔
- حضرت مولانا قاری سید مقبول حسین صاحب حبیبی۔
- حضرت قاری نعمت اللہ صاحب حبیبی۔
- حضرت علامہ مفتی عبدالقدس صاحب
- حضرت شیر بہار مفتی محمد اسلم رضوی صاحب مظفرپور۔
- حضرت مولانا عاشق الرحمٰن صاحب الٰہ باد۔
- حضرت مولانا محمد علی جناح صاحب بھدرک۔
- حضرت مولانا سید کاظم پاشا صاحب حیدرآباد۔
- حضرت مولانا وکیل الرحمان صاحب مظفرپوری۔

خود حضور مجاہد ملت کو متعدد جگھوں سے متعدد سلسلوں کی اجازت وخلافت حاصل تھی، مثلاً حضرت مفتی عبدالکافی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ، مجددیہ کی۔ گل گلزار اشرفیت حضرت الشاہ سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کچھوچھہ شریف سے سلسلہ قادریہ، معمریہ، منوریہ اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کی، سلسلہ عالیہ قادریہ، معمریہ، چشتیہ کی اجازت مہاجر مدینہ منورہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین قادری صاحب نے بھی مرحمت فرمائی، اور تاجدار رضویت حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خان صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن حکیم وصحاح ستہ احادیث وجمیع اذکار واعمال واوراد، وجمیع سلاسل کی اجازت مجاہد ملت کو مجاہد ملت کے گھر دھام نگر شریف میں عطا فرمائی، پھر تو رضوی رنگ آپ پر ایسا چڑھا کہ یہی رنگ، رنگ صبغۃ اللہ بنکر پوری زندگی کو گل وگلزار کرتا رہا۔

یہ وہ پاکان امت ہیں جن سے مرید ہونے کو لوگ ترستے تھے اور مرید ہوجاتے تو اپنی قسمت پر ناز کرتے تھے، اور یہ مجاہد ملت ہیں جنہیں ان نفوس قدسیہ سے اجازت وخلافت حاصل ہے، ابھی چند سطور پہلے حضور مجاہد ملت کے اساتذہ، تلامذہ، خلفاء اور رفقاء کی چنیدہ فہرست گذری ان تمام ناموں کو ایک ساتھ رکھئے اور آنکھ بند کرکے جس نام کا انتخاب کیجئے وہ تمام محاسن میں لاجواب نظر آئینگے، ان سب کو ان کی اعلیٰ اور مخلصانہ خدمات کی بنیاد پر اکابرین امت نے بلند وبالا خطابات والقابات سے یاد کیا، اور یہ بھی کہ جنکی خدمات کا دائرہ جس صنف فکر وعمل سے منسلک تھا قوم وملت نے اسی انسلاک کی روشنی میں ان کیلئے خطاب چنا اور پھر ہمیشہ کیلئے عام وخاص کی زبان پر جاری ہوگیا، اور پھر وہی لقب ان کی شخصیت کا واقعی تعارف اور عرفان بن گیا، یہ تمام شخصیتیں اہل سنت وجماعت کا سرمایہ ہیں، آبرو ہیں، وقار ہیں اور حق یہ ہیکہ طرۂ افتخار ہیں، اپنے ان سارے اسلاف کرام کی خدمات کا تنقیدی جائزہ لیجئے تو جو چیز ان کی خدمات کے درمیان قدر مشترک نظر آتی ہے، جسکے گرداگرد تمام کی تمنائیں

اورحسرتیں طواف کرتی نظر آتی ہیں وہ ہے ''مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت'' یقیناً یہ انہیں حضرات کی شبانہ یومیہ محنت کی برکت ہیکہ آج دین وسنیت کی کھیتی ہری بھری ہے، رضا رضا کے نغموں کی شہنائی ہے، بریلی بریلی کے ترانوں کی گونج ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کے نعروں کی دھوم ہے، اوراکابرین اہلسنت کے ذکروتذکرہ کی ہماہمی ہے۔

حضورمجاہدملت اورفیضان بریلی

آپ ہمیشہ رضا اورخانوادۂ رضا کی خصوصی توجہ کا مرکز رہے، رہ طلب میں کبھی پیچھے مڑکرنہیں دیکھا، جذبۂ عشق کا دامن تھامے، ذوق جنوں میں ہرنشیب وفراز سے گذرتے رہے، آپ کا ولولہ صادق ایک دن آپ کے کام آہی گیا، پھر جوجلووں کی چاندنی کھلی ہےتو مجاہدملت پوری زندگی اس کی روشنی میں شرابوررہے، ہرکٹھن گھڑی اور آڑےوقتوں میں بریلی کا فیضان سہارابنتا رہا۔ مثلاً......

۱

حضورمجاہدملت کے بڑے بڑے کارناموں میں مسجداعظم الٰہ باد کا تحفظ بھی ہے جو ہمیشہ جلی سرخیوں میں سنہرے حرفوں سے لکھا جاتا رہیگا، ہوایہ کہ جناب معظم خانصاحب مرحوم جودور مغلیہ میں بڑے عہدے پرفائز تھے، انہوں نے ۱۱۱۸ھ میں مسجداعظم کے نام سے ایک مسجد تعمیرکی، وقت کے ساتھ ساتھ حالات بھی بدلتے گئے، آخری دورمیں جناب حسین خان مرحوم اس مسجد کے نگراں مقرر ہوئے، گیارہویں شریف کے موقع پراسی میں شاندارگیارہویں کا جلسہ بھی کرتے، جس میں کافی لوگ شریک ہواکرتے تھے، اسی دوران امپرومنٹ ٹرسٹ کی نیت خراب ہوگئی، وہ مسجد کی زمین پرقبضہ کرکے اسی پر سے سڑک نکالنا چاہتی تھی، جس سے کافی الجھن پیداہوگئی، خانصاحب نے مجاہد ملت سے بھی رابطہ کیا اوراس طرف توجہ دلائی، اب

یہاں سے مجاہدملت کا اضطراب شروع ہوتا ہے، مجاہد ملت کا جذبۂ جہاد انگڑائی لیتا ہے، اسی مومنانہ جوش وخروش میں تحریک تحفظ مسجداعظم کا صور پھونک دیتے ہیں۔

اسی دوران حضرت عین القضاۃ صاحب مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ جہاں مسجد اعظم ہے حضورخاتم الانبیاء ﷺ نماز ادافرمارہے ہیں، اس مبارک خواب نے مجاہدملت کے مجاہدانہ عزائم کواوردوآتشہ کردیا،

فرماتے تھے، میں نے یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ بہر حال اسے حاصل کرنا ہے خواہ اس کیلئے جان کی قربانی دینی پڑے، رات کوشہادت کی بے پناہ خوشی اورکل سے یہ مشن کون چلائے گا؟ کا دکھ لئے جانے کب اس مردمجاہد کی آنکھوں نے جھپکی لی کیا دیکھتے ہیں کہ سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ تشریف فرماہیں، اوراس جگہ کی پیمائش کرکے ارشادفرما رہے ہیں کہ میاں یہ مسجدرہے گی تم فکرمند نہ ہو، آنکھ کھلی تو معاملہ سمجھ سے باہر تھا، اس لئے کہ نہ بظاہرکوئی ثبوت، نہ حکومت کی طرف سے نرمی کے آثارمگر صبح کواچانک ایسا ہواکہ ایک مستری صاحب بانس کے چونگے میں کچھ کاغذات لئے آئے اورعرض کیا کہ حضرت! اس میں پرانے کاغذات ہیں ملاحظہ فرمائیں اگرکوئی آپ کے کام کا ہواتو قبول فرمائیں، آپ فرماتے تھے کہ میری حیرت کی انتہانہ رہی جب اس بانس کے چونگے سے اس مسجد کی زمین کے کاغذات برآمد ہوئے، جس کی شدت سے تلاش تھی، پھرتو تمام لاینحل مسائل خودبخودآسان اورحل ہوگئے۔ (نوائے حبیب کا مجاہدملت نمبرص ۹۰)

آج اس مسجد اعظم میں حضرت کا قائم کردہ جامعہ حبیبیہ ہے جو علوم دینیہ کا شہرستاں ہے، یہ کتنی واضح مثال ہے قربت اورنوازش کی کہ مسجد کی حفاظت کیلئے مجاہد ملت پریشان ہیں الٰہ بادمیں اوراعلیٰ حضرت ان کی پریشانی کا حل ڈھونڈرہے ہیں بریلی شریف میں، فوراً خواب میں تشریف لائے ڈھارس بندھائی، ہمت دلائی اوروہ انتظام فرمادیا کہ بدلے تیوردیکھتے ہی رہ گئے۔

ملاحظہ: ایک صاحب نے بتایا کہ یہ واقعہ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ

کا ہے۔تاہم نوائے حبیب کلکتہ کے مجاہد ملت نمبر میں ویسا ہی ہے جیسا میں نے ذکر کیا ہے۔

۲

حضور مجاہد ملت اپنے پیر و مرشد حضور حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کا اتنا ادب واحترام فرماتے تھے کہ انہیں دیکھ کر زمانہ گذشتہ کے بزرگوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے،خدا کرے آج کا ہر مرید ویسا ادب کرنا سیکھ جائے ،ایک بار حضور مجاہد ملت بریلی شریف اسٹیشن پر اعلیٰ حضرت کے محلّہ سوداگران حاضر ہونے کیلئے کسی رکشہ والے سے پانچ روپیہ پر معاملہ طے کرتے ہیں،ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ کیا جی میں آیا رکشہ والے سے اس کا نام پوچھ لیا،اس نے کہا حامد رضا، جونہی حامد رضا آپ نے سنا بہت ہی بیقراری سے رکشہ والے سے کہا رکشہ روکو، رکشہ رکا تو فوراً رکشہ سے اچھل کر نیچے اتر گئے،۵ روپیہ کی جگہ رکشہ والے کو دس روپیہ دیا اور فرمایا،تمہارا نام میرے پیر و مرشد کے نام پر ہے میں کیسے تمہارے رکشہ پر سواری کروں یہ میرے عشق وادب کی توہین ہے۔اپنے مرشد مجاز حضور حجۃ الاسلام سے دیوانگی کی حدتک پیار تھا،جہاں کہیں ذکر آتا ''میرے حضور'' ''اپنے مالک'' جیسے القابات سے یاد کرتے۔

۳

حضور مجاہد ملت میں جہاں بے پناہ خوبیاں تھیں،وہاں ایک اہم خوبی یہ تھی وہ یوں تو ہر مومن کا اکرام کرتے تھے ،اگر وہ صاحب فضل وتقوی بھی ہو تو کیا کہنا،اور پھر وہ صاحب فضل وتقوی بریلی کا ہے تو ادب وتکریم کا منظر دیدنی ہوتا تھا،پھر تو ادب مجسم بن جاتے، جناب راز الہ بادی تحریر فرماتے ہیں۔

ایک بار الہ باد میں تاجدار اہل سنت،عارف باللہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف لائے ،اسٹیشن پر حضرت مجاہد ملت بہت سے مریدوں کو لیکر موجود تھے،ہم

لوگوں نے دیکھا کہ حضور مجاہد ملت نے حضور مفتی اعظم کی پیشانی کے بوسے لئے، حضرت مفتی اعظم ہند نے حضور مجاہد ملت کے سر کو لیا اور اپنے سینے سے لگا لیا،لوگ عش عش کر گئے ،سبحان اللہ اتنے عظیم بزرگ اپنے بڑوں کا احترام جس طرح کرتے تھے وہ آج ہم سب کیلئے لمحۂ فکریہ ہے۔ایک بار پھر الہ باد آنا ہوا تو حضور مفتی اعظم کو اسٹیشن لینے تشریف لے گئے، جب حضرت مفتی اعظم ہند کار میں بیٹھے تو ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ بھی بغل میں تشریف رکھیئے وہ انکار کرنے لگے،ادھر حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ بار بار فرماتے رہے کہ مولانا میرے پاس بیٹھئے مگر وہ کہتے تھے کہ میں رکشے سے آجاؤنگا،ہم لوگ اس راز کو نہ سمجھے،حاجی عیدو بھائی جنگی کارتھی کہنے لگے،حضرت آپ کیوں رکشے سے آئینگے ؟ کار میں جگہ ہے آپ تشریف رکھئے ،حضرت مجاہد ملت نے عیدو بھائی سے چپکے سے کان میں کہا کہ آپ لوگ کیا ستم کر رہے ہیں،آپ مجھکو حضرت کے بغل میں بیٹھنے کیلئے کہتے ہیں ،میری مجال ہیکہ ان کے کاندھے سے کاندھا ملا کر بیٹھوں ،ہم لوگ دم بخود رہ گئے،آخر کار حضرت مفتی اعظم کے خادم کو حضرت کے بغل میں بیٹھایا گیا تو حضرت مجاہد ملت اس خادم کے بغل میں بیٹھے۔یوں تو ہر آدمی اپنے اپنے ذوق کے اعتبار سے اپنے بڑوں کا ادب کرتا ہے،لیکن حضور مجاہد ملت نے حضور مفتی اعظم کا جس انداز میں ادب فرمایا ہے ،ادب کی یہ تفسیر صرف حضور مجاہد ملت کی کتاب عشق میں نظر آتی ہے۔

۴

حضور مفتی اعظم تو پھر مفتی اعظم ہیں،حضور مجاہد ملت حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خانصاحب ازہری قبلہ دام ظلہ علینا کا اتنا ادب واحترام کرتے تھے کہ آج لوگ اپنے اساتذہ کا اتنا احترام نہیں کرپاتے ،یا عشق تو جھکنا چاہتا ہے مگر عقل کسر شان کا فلسفہ کھڑا کر دیتی ہے اس میں اپنی خفت سمجھنے لگتے ہیں،حضور تاج الشریعہ حضور مجاہد ملت

سے عمر میں ظاہر ہے بہت چھوٹے تھے، ان کی جوانی تھی تو حضرت کی ضعیفی و پیری مگر اس تفاوت کے باوجود حضور مجاہد ملت کا انداز وفا دیکھئے، حضور تاج الشریعہ ایک بار بھدرک تشریف لائے، حضور مجاہد ملت اپنے متعلقین کے ساتھ موجود ہیں، پل پل خدمت و مدارات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اسی دوران ایک صاحب حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور میں آپ سے بیعت کی غرض سے آیا ہوں، حضور مجاہد ملت جلال میں آگئے اور فرمایا میرے مخدوم اور مخدوم زادے، بریلی شریف کے شہزادے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں میں بیعت کروں؟ حبیب الرحمان کی یہ مجال کہ اتنی بڑی جرات کرے، یہ تمہارا نصیب ہے کہ حضرت تشریف فرما ہیں، تمہیں شہزادے صاحب ہی سے بیعت ہونا ہے، خود لے جا کر ان صاحب کو حضور تاج الشریعہ سے بیعت کروایا۔

یہ حضور علامہ اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری کا عنفوان اقبال تھا، حضور مجاہد ملت اپنی نگاہ باطنی سے حضور ازہری میاں صاحب قبلہ کی ذات میں مستقبل کا تاج الشریعہ دیکھ رہے تھے۔ آج کے حالات اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ اس وقت عالم اسلام کے مفتیان کرام و مشائخ عظام کے جھرمٹ میں حضور تاج الشریعہ کی جو شان انفرادیت و امتیازی خصوصیت ہے، اس سے یہ یقین ہو جاتا ہیکہ اس وقت تاج الشریعہ نام ہے اعلم العلماء کا، تاج الشریعہ نام ہے افضل الفصلاء کا، تاج الشریعہ نام ہے افقہ الفقہاء کا، تاج الشریعہ نام ہے حضور مجاہد ملت کے استقامت علی الشریعہ کا، اس وقت تاج الشریعہ نام ہے نائب غوث اعظم کا اور بقول حضور امین ملت اس وقت تاج الشریعہ نام ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا، اور ایک قدم اور آگے بڑھکر میں عرض کروں کہ اس وقت تاج الشریعہ نام ہے اولوالامر کا، امیر المومنین کا۔ عالم یہ ہیکہ پورے ملک میں جہاں کہیں بھی دینی اجلاس و اجتماع ہو رہا ہے تمام نعروں کے بیچ میں یہ مبنی بر حقیقت نعرہ ضرور لگ رہا ہے۔

"بستی بستی قریہ قریہ، تاج الشریعہ تاج الشریعہ" مجھے بتایا جائے اوصاف مومن

کامل میں اس محبوبیت کبریٰ کا تعلق کس وصف سے ہے؟ غور کے بعد آپ بھی اسی نتیجے پر پہونچینگے جس کا اظہار میں نے کیا ہے۔ وہ دوسرے لوگ ہیں جو آپ کی اس نعمت عظمیٰ پر حسد کا شکار ہیں۔ حضور مجاہد ملت آج اگر حیات ظاہری میں ہوتے تو پھولے نہیں سماتے، دعائیں دیتے، بلائیں لیتے۔ میں یہ عرض کردوں کہ دھام نگر اور بریلی دو جسم ایک جان کا نام ہے، دھام نگر اگر جسم ہے تو روح بریلی شریف ہے، دھامنگر اگر دل ہے تو دھڑکن بریلی شریف ہے، دھامنگر ہے آنکھ تو روشنی بریلی شریف ہے، یہ رشتۂ محبت و عقیدت لازوال تھا، لازوال رہے گا۔ چاہے کوئی کچھ کہے بریلی اور دھامنگر، دھامنگر اور بریلی کا اٹوٹ رشتہ پکار رہا ہے کہ

نکالیں سینکڑوں نہریں کہ پانی کچھ تو کم ہوگا
مگر پھر بھی میرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی
بجھی ہے شمع مسلم بارہا پھر جگمگائی ہے
یہ تارا ٹوٹ جاتا ہے درخشانی نہیں جاتی

یہ تھا ایک سرسری خاکہ حضور مجاہد ملت کی اعلیحضرت سے قربت، حضور حجۃ الاسلام سے عقیدت، حضور مفتی اعظم سے محبت، اور حضور تاج الشریعہ سے رضوی نسبت کا، ان شخصیتوں کے حضور سرکار مجاہد ملت نے احترام و اکرام، تعظیم و توقیر، اور ادب و لحاظ کا جو بے پایاں ثبوت دیا ہے، ان جواہر پاروں نے نسبتوں کا بھرپور پاس و خیال کرنے کی شاہراہ متعین کی ہے، حقیقت بھی یہی ہیکہ دنیا میں اب تک جس کو بھی جو کچھ بھی ملا ہے وہ ادب ہی سے ملا ہے، اور آئندہ بھی یہ سلسلہ یونہی رواں دواں رہے گا، جو باادب ہوگا، بامراد رہے گا، اور جو بے ادب ہوگا نامراد ہی رہے گا، حضور مجاہد ملت کے عہد میں خود آپ کے معاصرین میں چندے آفتاب اور چندے ماہتاب کی کمی نہیں تھی، مگر آج حضور مجاہد ملت کا جتنا چرچا ہے، ادب و احترام کی زبان پر جس طرح آپ کا نام مصری کی ڈلی گھولتا ہے، ایسا جلوہ اور جگہ کہاں؟ میرا وجدان کہتا ہے اس میں سب سے

بڑا رول حضور اعلیٰ حضرت، خانوادۂ اعلیٰ حضرت، اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مجاہد ملت کے بے لوث والہا پن کا ہے، اور حضرات تو خیر حضور مجاہد ملت سے بڑے ہیں، یا ہمعصر ہیں، حضور تاج الشریعہ تو عمر میں بہت چھوٹے ہیں، مگر حضور مجاہد ملت کی آنکھوں نے ہمیشہ انہیں بڑی نظر سے دیکھا، اوران کے ادب وتوقیر کا کوئی بھی گوشہ کبھی بھی ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیا، یہ تازیانہ عبرت ہے ان لوگوں کیلئے جو آج تاج الشریعہ کی تحقیق انیق کے مقابلے میں جدید تحقیق پیش کررہے ہیں، ان کی رائے مستقیم کو تنقید کی نظر سے دیکھنے کی جرات کررہے ہیں، ان کے قول فیصل کے متوازی اپنے قول کو ترجیح دینے اور اسے ہی حق سمجھنے کی خوش فہمی کے اسیر ہیں، یہ حضرات نادانستہ ہی سہی مرکز سے انحراف کی جو ناخوشگوار بلا میں مبتلا ہیں وہ حضور مجاہد ملت کے فکروعمل، معمولات ومعاملات کی دودھیا چاندنی مین اپنے فکروعمل کی تصویر دیکھیں، شب کی تنہائی میں اپنا محاسبہ کریں اور یہ ضرور غور کریں کہ وہ کس سے کٹ رہے ہیں اور کس سے جٹ رہے ہیں، اور تاسف ان لوگوں پر بھی ہے جو بریلی کا نام لیتے اور ایسوں کا ساتھ دیتے ہیں، زبان سے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگاتے اور دل سے اس کی مخالفت کرتے ہیں، کم از کم حضور مجاہد ملت کے نام لیواؤں کو تو حضور مجاہد ملت کا عملی اور فکری چہرہ دیکھنا چاہئے، اور یہ سوچ ہونی چاہئے کہ ایسی کوئی حرکت وجرات نہ کریں جس سے حضور مجاہد ملت کی روح کو اذیت پہنچے، انہیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ حضور مجاہد ملت کی ناخوشی، رسول محترم ﷺ کی ناخوشی ہے، اور آپ ﷺ کی ناخوشی خدا کی ناراضگی ہے، جو لوگ ایسی حرکت مکروہی مین کار خیر سمجھ کر مشغول ہیں ان لوگوں کو حضور مجاہد ملت کی روح کبھی معاف نہ کرے گی، اس دور میں دنیا وآخرت کی بھلائی کا دارومدار اسی پر ہیکہ آدمی اپنے مرکز بریلی شریف سے ہر معاملہ میں اسی طرح جڑا رہے جیسے ہمارے تمام اسلاف جڑے ہوئے تھے۔

تحریک مجسم

حضور مجاہد ملت کا دور بڑا ہی فتنہ وفساد کا دور تھا، اندر سے لیکر باہر تک سازشوں کا جال پھیلا ہوا تھا، مقصد صرف اسلام وسنیت کو کمزور کرنا، مسلمانوں کو بے دست وپا بنائے رکھنا، مذہبی حدود وقیود سے نکال کر آزادخیالی کے کمند میں ہمیشہ کیلئے انہیں پھنسادینا، ایسے میں حضور مجاہد ملت امیدوں کی ایک چمکتی کرن تھے، آپ عقابی نظر رکھنے والے باز اور چیتے کا جگر رکھنے والے شاہین تھے، ہر فتنے، فتنہ گروں، اور فتنوں کے سرچشموں پر ان کی نگاہ تھی، تبھی تو جب جیسی ضرورت پڑتی تریاق فراہم کرتے رہتے، جیسے جگہ جگہ مدارس کا قیام، مساجد کا اہتمام، آل انڈیا تبلیغ سیرت کی تنظیم، تحریک خاکساران حق کی تشکیل، یہ سب کیا ہیں؟ یہ سب داروئے شفا تیار کرنے والے کارخانے ہیں، جہاں لوہا، فولاد، پیتل، سونا اور مس خام سونا بنکر نکلتے تھے، آپ مدارس کے قیام واہتمام پر خصوصی توجہ دیتے تھے، جہاں جاتے مدرسہ کے قیام کی تمنا انگڑائی لینے لگتی، مدرسہ قائم فرماتے، اور اپنی جیب خاص سے مدرسہ کا بہت بڑا بوجھ ہلکا کرتے رہتے، درجنوں مدارس کے آپ بانی اور سینکڑوں مدارس کے سرپرست وصدر ونگراں بنے رہے، وہ خوب جانتے تھے کہ مساجد کو خطیب وامام، قوم وملت کو واعظ ومبلغ، جلسے جلوس کو بے باک مقرر اور تحریک وتنظیم کو سرفروش سپاہی اسی فیکٹری سے میسر آتے ہیں، اس لئے انہیں خوب تازہ وتوانا رکھو، مدارس میں علم وادب کے فرزانوں کی بارات اتارو، تا کہ ان کی آغوش تربیت میں پل کر ملت کے دیوانے ملت کے دانے دانے میں دین کی صحیح روح پھونکتے رہیں، آپ مدارس کا اندرونی ماحول مسکراتا دیکھنے کے قائل تھے، وہ خوب جانتے تھے کہ اندر کی مسکراتی فضا کا اثر ہی باہر کی روتی دنیا کو مسکرانے کا ہنر سکھائے گا، اس لئے اساتذہ کے چہرے پر کوئی بل، کوئی شکن ان

کونا قابل برداشت تھا،وہ اس پر یقین رکھتے تھے کہ اساتذہ جتنے مطمئن اور مسرور ہوں گے،تعلیمی وتربیتی ماحول ویسا ہی ثمردار،بارآور اور نتیجہ خیز ہوگا،کاش آج مدارس کے منتظمین مجاہد ملت کے اس نکتہ کی اہمیت کو سمجھتے اوران کی روش پرعمل کرتے تو مدارس اسلامیہ جوآج نتیجہ کے اعتبار سے مایوس کن بلکہ عقیم صفت بنتے جارہے ہیں یہ المناک دن دیکھنے کو نہ ملتا،مدارس عام وخاص کا موضوع بحث نہ بنتے ،اخبارات ورسائل میں ان کے اصلاحات کی باتیں نہ چھپتیں،ٹی،وی اور ریڈیو کا یہ دلچسپ عنوان نہ قرار پاتے،اسی لئے مدارس کا کنٹرول ہمیشہ مدارس کے نشیب وفراز سے واقف حضرات علماء کے ہاتھوں میں رکھتے، تاکہ مدارس مفید،بامقصد اور بارآور بن سکیں۔ع

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

دوسرے نمبر پر جس مرکزی نقطہ نے مجاہد ملت کو سیماب صفت بنائے رکھا وہ ہے آل انڈیا تبلیغ سیرت،مجاہد ملت اگر ایک طرف علم کا بحر بیکراں تھے تو دوسری طرف عمل کا نیر درخشاں،فرائض وواجبات تو دور کی بات ہے نوافل وسنن پر جنکی پابندی وسختی ضرب المثل بنی ہوئی تھی،اسی لئے وہ خود جیسے تھے پوری دنیائے سنیت کو اسی رنگ میں رنگ دینے کا مجاہدانہ حوصلہ رکھتے تھے،اسی غرض سے آپ نے آل انڈیا تبلیغ سیرت کی بنیاد ڈالی تھی،جیسا کہ اس کے مطبوعہ اغراض ومقاصد سے ظاہر ہے۔

(۱) مسلمانوں کے اصلاح عقائد واعمال اور تنظیم واتحاد کی کوششیں۔

(۲) ہر زبان جس میں اسلامیات کا عظیم الشان ذخیرہ ہے اس کی بقا وتعلیم کی تدبیریں۔

(۳) اصلاح وترقی مدارس اوران کے نصاب میں یکسانیت پیدا کرنے کی صورتیں۔

(۴) مساجد ومقابر،خانقاہوں اور مسجدوں وقبرستانوں کو ہرقسم کی دست برد سے بچانے کی جدوجہد۔

(۵) انجمن کے مقاصد اور کاروائیوں سے روشناس کرنے کیلئے پریس اوراخبار جو کانفرنس کا ترجمان ہوجاری کرنے کی اسکیمیں،اور ملک کے ہر حصے میں انجمن کی شاخ کو بڑھانے کی مثبت فکر۔

پورے ملک میں اس پار سے اس پار تک تبلیغ سیرت کی دھوم مچ گئیں،جلسوں کا تانتا بندھ گیا،قافلہ در قافلہ علماء وعوام اشتیاقانہ حاضر ہوتے،کانفرنسیں تو بہت ہوئیں مگر پٹنہ بہار کی کانفرس سب سے تاریخی اور یادگار ہے،جو۱۰ اپریل ۱۹۵۴ء کو ہوئی تھی،اس میں حضور مجاہد ملت نے جو خطبۂ صدارت پیش فرمایا،اس کا جملہ جملہ بلکہ لفظ لفظ منشور حیات کا مجسمہ ہے،پیش ہے تبرکا اس کا ایک مختصر اقتباس

’’پونے چودہ سو سال پیشتر جبکہ انسان نما حیوانوں کی بدکرداری دامن انسانیت پر بدنما داغ تھی،ایک رہنمائے اعظم تاج رسالت زیب سر کئے،ردائے شفاعت کاندھوں پر ڈالے،مشعل ہدایت ہاتھوں میں لئے دنیائے انسانیت کی رہنمائی کے لیے حرم کعبہ سے پیغام خداوندی لقد کان لکم سناتا ہوا نمودار ہوا،یہ پیغام خداوندی صرف پیغام عبادت ہی نہیں بلکہ پیغام حیات،اصول زندگی اور دستور انسانیت تھا اور ہے،رہبر اعظم نور مجسم ﷺ نے صفا کی چوٹی سے آواز دی’’اے گم کردہ راہ انسانو! کفرو شرک کی تاریکیوں سے نکل کر توحید ورسالت کی روشنی میں منزل مقصود سے ہمکنار ہوجاؤ،شرافت ونجابت کی ہوا وہوس کے زنداں سے آزادی دلاکر صاحب اختیار کردیں،نفس پرستی وبدگوئی کو ختم کرکے حق پرستی وحق گوئی کو شرف تکلم بخشیں،غربت وبے کسی کو قصر سرمائیگی سے رہائی دلاکر خزانۂ برکت کی کنجیاں عطا کردیں،دامن انسانیت کے بدنما داغوں کو آب رحمت سے دھوکر مجلی ومصفی کردیں،انسانیت نے نبوت کی اس صدا کو گوش دل سے سنا اور جبین عقیدت بارگاہ رسالت پر جھکادی،حضرت صدیق اکبر جیسا سرمایہ دار،حضرت بلال جیسا غلام،حضرت سلمان جیسا پردیسی،حضرت صہیب جیسا غریب الوطن،سب کے سب دوڑ پڑے رضی اللہ عنہم اور سرکار کونین،روحی فداہ کے پرچم

کے زیر سایہ، ابدی سکون وراحت حاصل کی، کیا قدرت کی اس نعمت عظیمہ کا شکریہ ادا کرنا ہم پر واجب نہیں ہے جسکی سیرت مقدسہ آج بھی دنیائے انسانیت کیلئے پیغام حیات اور پیغام نجات ہے، اور اسکا عملی شکریہ سیرت نبویہ پر عمل کرنا، اور دنیائے انسانیت کو تبلیغ سیرت سے دعوت عمل دینا ہے، تاکہ مسلمان اس پر عمل پیرا ہوکر نکبت وہلاکت سے نجات حاصل کرکے رفعت وعظمت کی بلندیوں پر فائز ہوسکے"۔ (مرد جوزاء، ص ۳۲۸)

یہ تھی حضور مجاہد ملت کی صدارتی تقریر دلپذیر وپرتنویر کا ایک اقتباس جسکی پیشانی پر فصاحت کا جھومر بھی ہے، گلے میں بلاغت کا ہار بھی ہے، سر پر اردوئے مولیٰ کا تاج بھی ہے، دل میں قوم وملت کا بے پناہ درد بھی ہے، اس میں سنت وشریعت کی دعوت بھی ہے، اور ہاتھ میں غلامئ مصطفیٰ کا پٹہ بھی، اس طرح ملک کے مختلف صوبوں، ضلعوں اور حصوں میں تبلیغ سیرت کا جلسہ آپ سجاتے رہے اور قوم کی بگڑی ہوئی حالت وسیرت پر بلک بلک کر خون کے آنسو روتے رہے، اس زمانے کے جید علماء، نامور خطباء آپ کی ایک دعوت پر لبیک یاسیدی کہ کر حاضر ہوتے رہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ تبلیغ سیرت کے پلیٹ فارم سے عقائد واعمال کا زبردست کام ہوا، کتنے بدعقیدے سنی بنے، کتنے مذبذب اور صلح کلیوں نے اپنی ڈھل مل یقینی سے توبہ کیا، اور کتنے بے عمل وبدعمل صاحب عمل وخوش اطوار بن گئے، افسوس کہ حضور مجاہد ملت کی رحلت سے تبلیغ سیرت کے جسم سے حرارت عمل اور روح اخلاص رخصت ہوگئی، حضور مجاہد ملت نے تبلیغ سیرت کے جو اغراض ومقاصد رکھے تھے، انہیں بغور دیکھئے ان مقاصد کو روبعمل لانے میں جتنے گہرے علم، جتنی گہری سوچ، جتنی اجلی فکر اور نکھری طبعیت کا حامل ہونا ضروری ہے، حضور مجاہد ملت نے اسی اعتبار سے اس کا انتخاب کیا تھا، تمام مرکزی منصب اور کلیدی عہدے پرنگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز اوصاف کے پیکر علمائے کرام فائز تھے، بشکل عوام امراء اور دانشور ومفکرین کی بھی شمولیت بھی تھی، مگر اندرونی معاملے میں عمل دخل سے بے نیاز، اسی وجہ سے ہر جزو کل سلامت تھا اور سبک روی سے تبلیغ سیرت کا کارواں

منزل بہ منزل آگے بڑھتا رہا، حضور مجاہد ملت کے بعد حضرت کے مقررہ اصول کو اپنی مطلب برآری کی خاطر جہاں لوگوں نے پس پشت ڈالا سالمیت بکھر گئی، اجتماعیت ٹوٹ گئی، اور جمیعت پارہ پارہ ہوگئی، اور اگر کہیں باقی بھی رہی تو۔ع

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی

کا مرثیہ پڑھتی رہی، کہیں کہیں پھر سے لوگوں نے اپنے اپنے علاقے میں کام کرنے کیلئے تبلیغ سیرت کا جھنڈا اٹھانا شروع کردیا ہے، ان کے کام کے انداز، طور طریقے، تصرف واختیار کو دیکھئے تو برملا آپ یہ کہیں گے۔ع

شاہیں کے نشیمن میں ہے زاغوں کا بسیرا

بس خدا خیر کرے اور مجاہد ملت کے مشن کی لاج بچائے رکھے۔

اپنے اخیر دور میں کل ہند "تحریک خاکساران حق" کے نام سے ایک ہندوستان گیر تنظیم کی داغ بیل ڈالی، اور ملک کے مختلف حصوں میں ہزاروں سرگرم وکلا، دانشور، پروفیسرس، ڈاکٹرس، اور سماجی قائدین اس کے باضابطہ رکن منتخب ہوئے، اس تحریک نے دینی جلسوں، کانفرنسوں اور مختلف قومی ومذہبی تقریبات اور اعراس بزرگان دین میں اپنی رضا کارانہ خدمات سے اہل ملک کو کافی حد تک متوجہ کیا، اور مسلمانوں میں ولولہ انگیز اور ایک طاقتور اجتماعی زندگی کی راہیں ہموار کیں، وہ چاہے مدارس ہوں یا مساجد، تبلیغ سیرت ہو یا خاکساران حق، جلسہ وجلوس ہو یا دعوت وارشاد چاہے کوئی سا بھی پلیٹ فارم ہو سب کے عزائم ومقاصد کی روح اور سب کی جدوجہد کا اہداف مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت واشاعت وحفاظت ہی رہی ہے، آج چاہے کوئی کچھ کہے مسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وفروغ میں حضور مجاہد ملت نے جو انمٹ نقش چھوڑے ہیں، اور ملکی ریکارڈ قائم کیا ہے اس کی کوئی مثال کہیں نظر نہیں آتی ہے۔

وصال: مریدین، معتقدین اور بہی خواہوں کے ہجوم میں ممبئی کے ہسپتال میں آپ زیر علاج تھے، کہ آپ کی طبعیت تیزی سے بگڑنے لگی، مگر چہرے پر طمانیت بڑھتی رہی،

نورانیت کی جلوہ گری تیز ہوتی گئی، کہ ٦ جمادی الاول ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۸۱ء شام پانچ بج کر ۴۵ منٹ پر یارسول اللہ اور یاغوث کے نجات آفریں کلمات کے ساتھ دار فانی کو الوداع اور دار باقی کو لبیک کہا، اسطرح اڑیسہ کے ساحل سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب ممبئ کے ساحل پر ظاہری آنکوں سے اوجھل ہوگیا، آپ نے اپنے تدریسی، تعلیمی، تربیتی، تنظیمی، تحریکی مہمان خانے سے ہزاروں کی تعداد میں ہر قسم کے افراد تیار کئے، ان میں تفسیر وحدیث کے متبحرین بھی ہیں، اور فقہ وافتاء کے ماہرین بھی، منطق وفلسفہ کے باریک بیں بھی ہیں اور شعر وادب کے شہ نشین بھی تحریر وتبلیغ کے شہکار بھی ہیں اور اصلاح وہدایت کے شہسوار بھی، یہ سب حضرات تقریباً پوری دنیا میں اپنے اپنے علم وشعور اور فکر وفن کا جوہر دکھاتے رہے، ان میں وہ بھی ہیں جو بڑے بڑے ادارے کے شیخ الحدیث ہیں، وہ بھی ہیں جو صدر المدرسین کے منصب کی رونق بڑھائے ہوئے ہیں، وہ بھی ہیں جو مرکزی ادارے کی نظامت واہتمام کے فرائض انجام دے رہے ہیں، اور وہ بھی ہیں کہ اپنی گرمئی گفتار سے محفل کو گرمائے ہوئے ہیں، ان کے چلے جانے سے علم وعمل کی جو محفلیں سونی ہوئی ہیں وہ اب بھی انہیں تلاش کررہی ہیں، اور پکار رہی ہیں کہ علم کا گوہر نایاب اور عمل کا درخشاں آفتاب کہاں ہے، جلسہ واجلاس کی جو رونق مدھم پڑگئی ہے اور بے ہنگم ماحول بن گیا ہے وہ سب بزم میں انہیں ڈھونڈ رہی ہیں کہ مجالس کی گرتی ہوئی ساکھ کو اپنی حق گوئی وبے باکی سے وقار آشنا کرنے والا ہمارا محسن کدھر ہے، دعوت وارشاد کی انجمن فریاد کررہی ہے کہ اب کون ہے جو بے زبانوں کو زبان اور بے لگاموں کو لگام لگا کر دعوت وارشاد کی آبرو بچائے گا، اب کون ہے جو لغزش زبان وبیان پر اصلاح وتنبیہ کی گلفشانی کرے گا، کہاں ہے؟ کہاں ہے؟ وہ مصلح، وہ مفکر، وہ ہادی، وہ داعی، وہ واعظ، وہ مفتی، وہ خطیب، وہ مناظر، وہ مجاہد جو جس محفل میں جاتا محفل کی آبرو بن جاتا محفل کی آبرو بچالیتا، کہاں ہے؟ کہاں ہے میرے خدا وہ میرا ناخدا؟

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت

یہ دین اسلام کی امتیازی خصوصیت ہیکہ جب جب اور جیسی جیسی ضرورت جس جس دور میں پڑی ہے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ویسا ویسا ہی انتظام فرماتا رہا ہے اور اپنے کرم سے فرماتا رہیگا، کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ لگتا تھا اس کی کشتی ڈوب جائیگی، سورج گہنا جائیگا، خزاں پورے چمن کو اپنے لپیٹ میں لے لیگی، مگر اچانک کوئی مرد آہن جلوہ گر ہوا اور اس نے اپنی کدوکاوش سے ڈوبتی کشتی کو سنبھال لیا، گہن کا سینہ چاک کردیا، خزاں کا دور گیا بہاروں کا موسم آیا اور ایسا آیا کہ نسیم جانفزا کے جھونکے سے شہر کا شہر جھومنے لگا، کچھ ایسا ہی منظر ہمیں چودھویں صدی ہجری میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے، جب انگریزوں نے اپنے شاطرانہ ذہن سے ایک طرف ہمارے ملک پر قبضہ کیا تو دوسری طرف مسلمانوں کے اقلیم دل پر قبضہ جمانے کیلئے کشور دل سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو نکالنا ضروری سمجھا اور کچھ مولویوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے میں ایسا بامراد ہوا کہ اب تک اسلامیان ہند کے سینے سے اختلاف کا خون ٹپک رہا ہے، مگر اسی آزردہ اور افسردہ ماحول کے بطن سے امام احمد رضا حق وصداقت کا آفتاب عالمتاب بنکر کیا رونما ہوئے کہ ہر طرف چراغاں ہوگیا، چارسو عظمت مصطفےٰ کا دیپ جل گیا، آپ نے جان جوکھم میں ڈال کر ایسی محنت کی اور اس خلوص سے کی کہ مذہب سے لیکر سیاست تک آپ کی عظمت کا ڈنکا بج گیا، درسگاہ کے عالی جاہ مدرسین نے، خانقاہ کے عظیم القدر سجادہ نشین نے اور دیگر علم وفضل کے مسند نشین نے مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے پورے دین کو آپ سے منسوب کردیا، یہی مسلک اعلیٰ حضرت عام لوگوں کی زبان پر حق وباطل کے درمیان نشان امتیاز بنکر لفظ ''بریلوی'' سے پورے ملک میں مشتہر ومشہور ہوگیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ وبقا اور عروج وارتقاء میں امام احمد رضا کے تلامذہ وخلفاء نے اور پھر ان کے تلامذہ وخلفاء نے

جوکارہائے نمایاں انجام دئے ہیں وہ لوح تاریخ پرآب زر سے لکھنے کے لائق ہیں ،امام احمد رضا کے تلمیذ وخلیفہ میں ایک بہت ہی فروزاں نام حضرت صدرالشریعہ کا ہے اور صدرالشریعہ کے تلامذہ میں ایک بہت ہی درخشاں نام حضور مجاہد ملت کا ہے،امام احمد رضا کا جب وصال ہوا ہے اس وقت مجاہد ملت کی عمر صرف ۱۹ سال تھی ،مگر چمکتی پیشانی سے چھنتا نور آپ کے جاہ واقبال کی گواہی دے رہا تھا،کسی دانشور کا قول ہے ’’قدرت جب کومل کونپلوں نازک غنچوں کی شگفتگی وبرنائی چاہتی ہے تو اس پر شبنم کے چھینٹے دے دیتی ہے،حضور مجاہد ملت کی خوش قسمتی سے اساتذہ بڑے لائق وفائق ملے ،ان میں دونام تو ایسا ہیکہ اس وقت علمی سلسلۃ الذہب کی سنہری کڑی بنا ہوا ہے،آج پوری دنیا میں جتنی بھی درسگاہیں ہیں اگران کا طغرائے افتخار سنی بریلوی ہے تو اس کی نسبت یا تو حضور صدرالافاضل سے ملتی ہے یا حضرت صدرالشریعہ سے،اور یہی دونوں حضور مجاہد ملت کے منتخب اور ممتاز اساتذہ کرام ہیں،حضرت صدرالافاضل نے فضل وشرف کے انوار کا گوہر تابدار بنانے میں اگرکوئی کسر نہ چھوڑی تو حضرت صدرالشریعہ نے شریعت کے اسرار ونکات سے مرصع اور مزین کرنے میں ذرہ بھر کمی نہ کی ،تمام اساتذہ خصوصا ان دونوں کی مشترکہ خواہش وکوشش نے اڑیسہ کی سرزمین سے اٹھایا اور عظمتوں کے عرش اعظم تک پہنچادیا،قارئین کے ذہن میں یہ سوال کلبلا سکتا ہیکہ مجاہد ملت پیدا ہوئے دھام نگر اڑیسہ میں ،پڑھے الہ باد،مرادآباد اور اجمیر میں پھر یہ بریلی کے ہوکر کیسے رہ گئے؟ بریلی کی محبت کا خماران کے ذہن میں انڈیلنے والا کون ہے؟ ان کی جلوت وخلوت میں بریلی،رزم وبزم میں بریلی،کرب وطرب میں بریلی،مجمع اور تنہائی میں بریلی، سوئیں تو بریلی،جاگیں تو بریلی،آخران کے نہانخانۂ دل میں بریلی کا طوفان آیا کدھر سے؟اس تعلق سے جہاں تک میرا مطالعہ ساتھ دے رہا ہے اس کی دووجہیں ہیں،ایک تو صدرالافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی جیسے شیدائے اعلیحضرت کی قربت اور دوسرے صدرالشریعہ حضرت علامہ محمد امجد علی اعظمی صاحب جیسے فدائے اعلیٰ

حضرت کی صحبت ،یہ وہ حضرات ہیں کہ اگرسوتے میں بریلی کا خواب دیکھتے تھے،تو جاگتے میں تعبیر مجسم نظر آتے تھے،ان دونوں کی مسلسل اور مکمل مصاحبت ومقاربت نے بریلی اور فکر بریلی کا پیکر جمیل بنادیا،دوسرے خود اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کی اپنی دینی خدمات کے تحفظ وبقا کی فکر نے حضور مجاہد ملت کو چن کر چنیدۂ اقران واماثل کردیا،جیسا کہ سب جانتے ہیں چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا تجدیدواحیائے دین کے منصب پر قدرت کا نمائندہ بن کر جلوہ بار ہوئے ،اس زمانے اورحالات کوجیسی ضرورت تھی آپ نے اس سے بڑھ کر فریضۂ اصلاح وہدایت ،تحفظ دین وشریعت کا حق ادا فرمایا،اور ایسا کہ مجدد تو ہر دور میں آئے مگر یہ تنہا آپ ہیں جنہیں مجدد اعظم کے اعلیٰ لقب سے یاد کیا گیا،محنت آپ کی تھی ،خدمت آپ نے کی تھی ،مشقت آپ نے اٹھائی تھی اس لئے اپنے بعد بھی اس گلشن کوسدابہار ونوبہار دیکھنے کی تمنا رکھتے تھے ،اپنے بعد کیلئے جوآپ نے انتخاب کیا اس انتخاب کو قدرتی انتخاب کہیئے ،فروزاں شمع دین محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام) کونا موافق حالات کی آندھی سے بچانے کیلئے آپ کی نظر حضور مجاہد ملت پر پڑی، واقعہ یہ ہیکہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد چہار طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آنے لگا،سرکار حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ ہر وقت اشکبار رہتے کہ اب دین وسنیت کی حفاظت کون کرے گا،باطل قوتوں کے خلاف آوازحق اتنی شدت کے ساتھ کون بلند کریگا ،دیوبندیت ووہابیت اور قادیانیت کے امنڈتے ہوئے سیلاب کے خلاف بندھ کون باندھے گا،سرکار اعلیٰ حضرت کے وصال کے ٹھیک تیس دنوں کے بعد سرکار حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے اشکبار آنکھوں سے دربار اعلیٰ حضرت میں عرضی پیش کی،کچھ دیر کے بعد خلف اکبر پر بیٹھے بیٹھے غنودگی طاری ہوگئی،سرکار اعلیٰ حضرت تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اتنے پریشان کیوں ہو؟ ادھر دیکھو اس شخص کا نام حبیب الرحمان ہے،یہ صوبہ اڑیسہ کے دھام نگر کا رہنے والا ہے،لاکھوں کی زمینداری وصول

کرتا ہے،مگراس شاہی میں بھی فقیری کوعزیز رکھتا ہے،یہی وہ مجاہد ہے جو باطل کے خلاف آوازحق بلند کرنے میں سستی نہیں کے گا،جوقوم وملت کی رہنمائی میں اپنا سب کچھ قربان کردے گا،حضرت حجۃ الاسلام کے سامنے ۱۹ برس کے ایک نوجوان کا سراپا کھڑا تھا،لمبا کرتا...... چیک کی لنگی...... سر پر دوپلی ٹوپی...... پتلی سیاہ داڑھی...... سرا کا اعلیٰ حضرت نے فرمایا،کہ اب تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہونی چاہئیے،سرکار حجۃ الاسلام کی آنکھیں کھلیں تو بیقراری اور بڑھ گئی،کہ اس نوجوان سے ملاقات کی کیا سبیل ہوگی، اول عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے موقع پر حضور مجاہد ملت بریلی شریف تشریف لے گئے یہ ان کی اس آستانے پر پہلی حاضری تھی،حیات اعلیٰ حضرت میں قدمبوسی کی آرزو پوری نہ ہوسکی تھی،حضور مجاہد ملت ایک گوشے میں تلاوت قرآن پاک میں مشغول تھے،کہ حجۃ الاسلام کی نظر پڑ گئی وہ خواب والا نوجوان فوراً یاد آ گیا،بیقرار ہوکر آگے بڑھے پوچھا تمہارا نام حبیب الرحمان ہے؟ تم اڑیسہ کے رہنے والے ہو؟ زمین دار ہو؟ سرکار مجاہد ملت نے انتہائی انکساری سے ان تمام باتوں کا جواب اثبات میں دیا،تو حجۃ الاسلام نے خواب والی بات بتائی،فوراً دونوں گلوگیر اور اشکبار ہوگئے،پھر تو حضور حجۃ الاسلام کی توجہ کا مرکز مجاہد ملت اور مجاہد ملت کے تمامتر فکر وشعور کا قبلہ بریلی شریف ہوگیا،حضور حجۃ الاسلام نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا،اور مجاہد ملت اس قادری ورضوی دولت لازوال سے مالا مال ہوگئے،حجۃ الاسلام نے خلافت واجازت کے حوالے سے ایک راز سربستہ کی نقاب کشائی کی ہے،اجازت نامے میں تحریر فرماتے ہیں،

''تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بات ڈالی اور میرے پروردگار نے مجھے الہام کیا کہ میں ان کو مکمل اجازت دوں،تو میں نے نیک قابل تعریف بھائی کو اجازت دی،جو اچھے لائق،مہربان،مضبوط دل والے،ٹھوس منصب والے،اور مستحکم رائے والے،بلند سنتوں کے حامی،اور قابل نفرت فتنوں کی سرکوبی کرنے والے،میرے محبوب ومحبّ ہیں۔'' (ملخص عربی سے ترجمہ)

دین اسلام کے اصل محافظ ومربی پروردگار عالم جل جلالہ کا حضور حجۃ الاسلام کے دینی تحفظ کی فکر پر بذریعہ الہام نوید بشارت دینا،اوراس میں ممدومعاون بننے کیلئے حضور مجاہد ملت کی طرف واضح اشارہ کرنا یہ وہ بصیرت افروز حقائق ہیں جن سے کئی اسرار کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔پہلی چیز یہ کہ حضور حجۃ الاسلام کے حرکت وعمل کا خلاصہ مسلک اعلیٰ حضرت کی صیانت وحفاظت تھا۔اوراس کیلئے الہام ربی ہورہا ہیکہ فلاں کو خصوصی خلافت دیدو تمہاری فکر دور ہوجائیگی،پتہ چلا مسلک اعلحضرت ہی مکمل دین اسلام،مذہب اہل سنت وجماعت اور خدا کا پسندیدہ مسلک ہے،تبھی تو اس کی حفاظت کی نشاندہی ہورہی ہے،اور باضابطہ ہورہی ہے،دوسری چیز یہ کہ حضور مجاہد ملت اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے ہیں کہ اعلحضرت کے بعد دین کے عروج وفروغ کیلئے خدائے تعالیٰ نے خاص طور پر ان کو چنا،بنابریں مجاہد ملت پر مسلک اعلیٰ حضرت کا کیف ایسا چھایا کہ کیا رزم اور کیا بزم ہر جگہ پکارتے رہے۔ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

حضور حجۃ الاسلام نے خلافت نامہ کے چند جملوں میں مجاہد ملت کا جو خاکہ کھینچا ہے حق یہ ہیکہ لفظوں کے کوزے میں مجاہد ملت کی سیرت وحیات وخدمات اور جذبات واحساسات کا سمندر پنہاں ہے،حضور مجاہد ملت قادری فقیر کیا بنے کہ قادریوں کے آقا بن گئے۔

اس نسبت قادریت پر حضور مجاہد ملت کو ہمیشہ فخر رہا،کسی نے پوچھا حضرت آپ عباسی ہیں،اور آپ کو جمیع سلاسل میں اجازت وخلافت ہے،مگر آپ اپنے آپ کو صرف قادری لکھتے ہیں،کہنے لگے،میں گنہگار آدمی کن کن نسبتوں کو بدنام کروں،قادری اس لئے لکھتا ہوں کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے سے نسبت رکھنے والے کو محشر میں اپنے سایۂ محبت میں رکھوں گا،یہاں پر یہ بات عرض کرتا چلوں کہ کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہکر بانیٔ اسلام کو معاذ اللہ مردہ

مانتے ہیں، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی رکھنے والے امام احمد رضا کا معاملہ ابھی گذرا کہ حجۃ الاسلام سنت وسنیت کے بقاوارتقاء کا تصور کر کے پریشان ہیں اپنے محلّہ اور گھر میں اور امام احمد رضا کو خبر ہو جاتی ہے ان کی مرقد منور میں اور صرف خبر نہیں ہو جاتی بلکہ مسائل کا حل بھی پیش فرما دیتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اولیائے کرام کو زمین کے اوپر رہنے والے تمام لوگوں اور ان کے باطنی وظاہری احوال کی خبر ہوتی ہے اور اگر التجاء وفریاد میں دردوالفت اور سوز وگداز کی فراوانی ہو تو مصائب دور فرماتے اور پریشانی وآلام سے نجات بخشتے ہیں، اور اتنے لوگوں کے ہجوم میں مجاہد ملت پر نظر انتخاب کا پڑنا مجاہد ملت کی شخصیت کو اجاگر کرتا ہے، ایسا نہیں ہیکہ اس وقت جید علماء اور ولولہ حقانی سے لبریز فضلا نہیں تھے، ایک سے بڑھکر ایک علم وفضل کی شاہکار شخصیتیں موجود تھیں، پشتانی خانقاہوں کے سجادہ نشینان کجکلاہ سے سرزمین ہند لالہ زار بنی ہوئی تھی، مگر اعلیٰ حضرت کو اپنے مسلک کی حفاظت وصیانت کیلئے جیسے مرد کامل، جوہر قابل اور ولولہ صداقت احقاق حق وحقانیت کیلئے اپنے آپ کو نچھاور کر دینے والے فرد فرید کی ضرورت تھی اس تناظر میں اعلیحضرت کی نظر انتخاب کا صرف مجاہد ملت پر پڑنا بلکہ ان کی شبیہ دکھا کر کامل پہچان کروا دینا یہ اس بات کی بھرپور غمازی کر رہا ہے کہ ان تمام اوصاف کی حامل شخصیت مجاہد ملت کی تھی، اس نقطۂ نظر سے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مجاہد ملت اعلیٰ حضرت کے انتخاب کا نام ہے، مجاہد ملت اعلیحضرت کی پسندیدہ ہستی کا نام ہے، مجاہد ملت مسلک اعلیٰ حضرت کے جانباز اور سرفروش سپاہی کا نام ہے، مجاہد ملت قوم وملت کی سربلندی وسرفرازی کی علامت کا نام ہے، اور مجاہد ملت نے بھی رضا اور خانوادۂ رضا سے جس بے مثال محبت کا ثبوت دیا ہے اس کی نظیر دنیا میں شاید وباید ہی نظر آتی ہے، ہم نے دیکھا ہے جب وہ محلّہ سوداگراں کی رضا گلی میں داخل ہوتے تو امام مالک کی مدینہ شریف سے محبت کی یاد تازہ ہو جاتی، گلیوں کو چومتے، درودیوار کو چومتے، ہواؤں اور فضاؤں کو سونگھتے، مستانہ وار عاشق دلفگار کی طرح دہلیز رضا پر حاضر

ہوتے، خود اپنے وطن دھام نگر شریف میں عرس اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے موقع پر بڑا اہتمام فرماتے، لنگر تقسیم ہوتا جس میں اس وقت دس ہزار سے زیادہ افراد شریک ہوتے اور دست حبیب سے فیضان رضا پا کر لوٹتے، اس طرح دھام نگر اور بریلی، بریلی اور دھام نگر کا جو اٹوٹ رشتہ جنم لیا وہ تاریخ کا ایک نایاب باب بن گیا، ایک بار الہ باد میں سرکار مجاہد ملت کو خبر لگی کہ قطب عالم، نائب غوث اعظم، شہزادۂ مجدد اعظم، حضور مفتی اعظم جناب رحمت اللہ عرف عیدو میاں کے مکان پر تشریف لائے ہیں، آپ فوراً گئے، دست بوسی کی اور دوزانو بیٹھ گئے، حضور مفتی اعظم کو جیسے ہی سرکار مجاہد ملت کا تلوا نظر آیا آپ نے فوراً تلوے کو انگلیوں سے مس کر کے آنکھوں سے لگالیا اور ہونٹوں سے چوم لیا، اور فرمایا حضرت کبھی مجھے بھی تو قدم بوسی کا موقع عنایت کیا کیجیے، اس دلگداز منظر پر سرکار مجاہد ملت کی آنکھیں چھلک پڑیں اور حضور مفتی اعظم بھی آبدیدہ ہو گئے۔

یہ ہمارا شاندار ماضی قریب ہے جس میں ایک دوسرے کے تعلق سے قدر ومنزلت بھی ہے، شخصیت شناسی بھی، تواضع کی لہر بھی، فداکاری کا سحر بھی، حال کے آئینے میں ماضی کی تصویر دیکھئے تو بعد المشرقین نظر آتا ہے، اب نہ تو حفظ مراتب کا خیال ہے، نہ شخصی عظمت کا لحاظ، نہ بلندی نسبت کی پرواہ ہے اور نہ مرکزی شخصیت کے مرکزی وقار کا پاس، لگتا ہے ہم لوگ ادب ناآشنا ماحول میں سانسیں لے رہے ہیں، اسی وجہ سے جو مقام ومرتبہ ملنا چاہیئے اس کیلئے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں، وہ حضور مجاہد ملت تھے نہ دولت دین کی کمی تھی ان کے پاس نہ ثروت دنیا کی، مگر اس کے ساتھ جو ہر ادب سے ان کی حیات کا گوشہ گوشہ ایسا مرصع تھا کہ اپنی عزت کو بڑوں کی عظمت پر نچھاور کر دینے کا بیکراں جذبہ رکھتے تھے، اسی وجہ سے بزرگوں کی دعائیں ان کی بلائیں لیتی تھیں، مفتی اعظم کے غلاموں اور مجاہد ملت کے مریدوں کو اپنے بزرگوں کی حیات سے سبق لینے کی ضرورت ہے، بزرگوں کا فیضان بزرگوں کی روش حیات اور ان کے مشن کو اپنانے میں ہے، مجاہد ملت جس وقت رضا گلی میں مستانہ وار رضوی فقیروں کے گدایانہ انداز میں

وارد ہوتے ہوں گے اس وقت حبیبی نیاز کیشی پر رضا نوازی کی کیا کیفیت رہتی ہوگی یہ تو دینے والے رضا جانیں، اور لینے والے حبیب، ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ شیفتگی وسرشاری کا وہ نشہ آپ پر چھاتا کہ پھر رضائے حبیب کیلئے کیا دشت کیا جبل، کیا شہر کیا گاؤں، کیا موسم کیا وقت، کشاں کشاں اس کونے سے اس کونے تک پھرتے اور صہبائے بریلی تقسیم فرماتے رہتے، جلسہ جلسہ رضا کا پیغام، کانفرنس کانفرنس رضا کا مشن، مناظرہ مناظرہ رضا کا مسلک، سر پر رضا کی محبت کا طرہ، نظر میں رضا کے عشق کا جلوہ، دل میں مسلک رضا کی دھڑکن، ذہن میں الفت رضا کا سودا، ان تمام عناصر کو اگر سمیٹ دیجئیے تو مجاہد ملت ہی کی تصویر بنے گی۔

اب آیئے کچھ دیر مسلک اعلیٰ حضرت اور مجاہد ملت کی حسین چھاؤں میں بیٹھتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ کیا ہے مسلک اعلیٰ حضرت اور غور کرتے ہیں کہ کیا ہیں اس تعلق سے مجاہد ملت کے تصورات و تخیلات۔

مسلک اعلیٰ حضرت ہمیں ورثے میں ملا ہے، یہ ایک ایسی اصطلاح ہے، جو باطل جماعتوں اور فرقوں کے ہجوم میں ہمیں ممتاز کئے ہوئے ہے، مولانا رحمت اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

''اسلاف نے مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو یونہی نہیں قبول کر لیا تھا، بلکہ برسوں اس تعلق سے غور و فکر کیا تھا، جب انہوں نے دیکھ لیا کہ جماعتی امتیاز کیلئے اس سے بہتر کوئی دوسری اصطلاح نہیں ہو سکتی تب جا کر پورے غیر منقسم ہندوستان کی ساری اعلیٰ قیادتوں کے اتفاق کے بعد اس کا اظہار و اعلان فرمایا۔'' (امتیاز اہل سنت)

یہاں پر ہم صرف چار ثبوت پر اکتفاء کرتے ہیں۔

تاجدار کچھوچھہ حضور سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھہ مقدسہ۔

''میرا مسلک شریعت و طریقت میں وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، میرے مسلک پر چلنے کیلئے اعلیٰ

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے''

شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان، پیلی بھیت

''دین اسلام و مذہب اہل سنت کا سچا خلاصہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہے، یہی وہ مجمع البحار ہے جو آج حنفیت و شافعیت، مالکیت و حنبلیت، قادریت و چشتیت، سہروردیت و نقشبندیت، مجددیت و برکاتیت وغیرہم سب سمندر کا سنگم ہے''

غزالی دوراں حضرت علامہ سید شاہ احمد سعید کاظمی

''مسلک اعلیٰ حضرت واقعتاً مسلک اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام ہے، اور اس دور میں مذہب حق و اہل حق کی پہچان ہے''

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب کچھوچھہ شریف

''دور حاضر میں اگر مسلک اہل سنت کے ساتھ تشریح کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت بھی ہو تو فتنہ و فریب یکسر ختم ہو جائیگا''

مسلک اعلیٰ حضرت کے حقائق و معارف کی تفصیل جاننے کیلئے پیغام رضا کا مسلک اعلیٰ حضرت نمبر، امتیاز اہل سنت، اور مسلک اعلیٰ حضرت منظر، پس منظر کا مطالعہ کریں، یہ تینوں کتابیں اس حوالے سے دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں، وہاں آپ کو شواہد کا انبار نظر آئے گا۔

یہ ہیں ہمارے اساطین و عمائدین جنہوں نے خون جگر جلا کر مسلک اعلیٰ حضرت کا چراغ روشن رکھا، خود پابندی کی، مریدوں کو پابند کیا اور سنیوں کو ہر حال میں پابند رہنے کی دعوت دی، اور یہ ہیں آج کے بعض آزاد خیال لوگوں کے منحوس خیال جن کے قلم کی سیاہی سے پھوٹنے والے تعفن سے پوری ملت کرب کا شکار ہے۔

ماہنامہ اشرفیہ، اپریل ۱۹۹۹ء

''جلسے اور کانفرنس کی رونق کو دوبالا کرنے کی خاطر آج کل بہت طرح کے

نعرے لگائے جاتے ہیں ، کچھ عاقبت نااندیش اور خداناترس اناؤنسر
حضرات کے پاس نعرہ ہائے ورسالت کے بعد ایک نعرہ ''مسلک اعلیٰ
حضرت'' زندہ باد بھی ہے، یہ نعرہ لگانے والے کون لوگ ہیں؟ ان میں
اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو بے نمازی ہیں، داڑھی منڈے یا حد شرع
سے کم رکھنے والے ہیں، شراب خور ہیں۔''

ماہنامہ جام نور، دہلی، اکتوبر ۲۰۰۷ء

''جماعت اہل سنت کو وہابیہ نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کردیا، اور ہمارے
خطباء نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کردی''۔

تجلیات رضا، صدر العلماء محدث بریلوی نمبر ص ۴۵، ۲۰۰۷ء

''نہ اہل سنت کو بریلوی کہلانے میں میری دلچسپی، غیروں نے ایک خاص
مقصد اور منصوبے کے تحت اہلسنت کو بریلوی یا رضاخانی کہنا شروع کیا
ہے ہم ان کے معاون کیوں بنیں۔''

یہ تھے چند بیچاروں بیمار ذہنوں کے چند پراگندہ خیالات ، فقیہ ملت مفتی محمد جلال
الدین احمد امجدی مسلک اعلیٰ حضرت کا لفظ سنکر برہم ہونے والوں ، اس نعرۂ مستانہ کو
ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھنے والوں کے حق میں دوٹوک فیصلہ سناتے ہوئے یوں
حقیقت ریز ہیں۔''

''اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور اس سے روکنے
والا بدمذہب ہوگا یا حاسد'' (فتاویٰ فقیہ ملت، ج ۲، ص ۴۳۰)

ان لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے اور خواب غفلت سے بیدار ہوجانے کی ضرورت
ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت کی نسبت سے دل میں کھوٹ رکھتے ہیں، فقیہ ملت کے تجزیہ کی
روشنی میں یا تو وہ بدمذہب ہے، یا حاسد، چاہے بدمذہب ہو یا حاسد دونوں صورت میں
ہلاکت اخروی اس کا مقدر ہے، بدمذہب کی بدنصیبی تو آشکار ہے، حاسد کے بارے

میں حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"ان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب"

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو بھسم کرجاتی ہے، کوئی
ہزار نیکیوں کے کام کرے، نام نہاد ہی سہی مفتی سے مشہور ہو، ادارہ میں مسند صدارت
پر متمکن ہو، تنظیم وتحریک کی سربراہی بھی کرتا ہو، لیکن دل میں اگر حسد کی چنگاری موجود
ہے تو نیکیاں جلتی جارہی ہیں، نیکی بچتی ہی نہیں تو پھر زاد عقبیٰ کون بنے، آخرت میں
حاسدین کو پتہ لگے گا کہ کیا کھویا کیا پایا، اور افسوس بالائے افسوس یہ کہ اسے خبر بھی نہیں
ہے، اور اگر خبر ہے تو احساس نہیں۔

آج اگر مجاہد ملت حیات ظاہری میں ہوتے تو مسلک کو ٹیڑھی نظر سے دیکھنے
والوں، مسلک کے خلاف مضمون لکھنے والوں، غیروں کا دیا ہوا نعرہ کہنے والوں، مسلک
بیزار تقریر کرنے والوں، اور ان لوگوں کا ساتھ دینے والوں، ان کی ہمنوائی کرنے
والوں، استادی وشاگردی کا رشتہ نبھانے والوں، مرکز اہلسنت بریلی شریف کی نسبت
ریشہ دوانیاں کرنے والوں، اور سرمایۂ بریلی اور بریلوی حضور تاج الشریعہ کے تعلق
سے کانا پھوسی کرنے والوں کا آپ نے قبلہ درست کردیا ہوتا، آل انڈیا تبلیغ سیرت کے
پلیٹ فارم سے تقریر، تحریر کی دھوم مچادی ہوتی، اپنا سب کچھ مسلک اعلحضرت کے
ناموس کی حفاظت میں جھونک دیا ہوتا، عظمت بریلی اور وقار مسلک اعلحضرت کے تحفظ
کی خاطر پورے ہندوستان کا دل ودماغ آپ نے لگا دیا ہوتا، حسرت کے ساتھ اس
وقت مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے جب کچھ مجاہد ملت کے نام کا نعرہ لگانے والے، ان
کے نام کی روٹی کھانے والے، ان کے فیضان کرم سے پلنے والے، ان بدباطنوں سے
قلبی محبت کا مظاہرہ کرتے ہیں جن کے دلخراش جملوں کی چند قاش پیچھے گذری، ایسے
لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف مجاہد ملت کا نام زندہ نہیں ہے ان کے کام اور کاموں
کے بطن سے پھوٹنے والی کارناموں کی کرنیں ابھی زندہ وسلامت ہیں، قوم وملت اور

خاص طور پر مسلک بریلویت پر ان کے نعروں کی جھنکار زندہ ہے،ان کی گھن گرج اور اس کی صدائے بازگشت زندہ ہے،خود مجاہد ملت ہماری ظاہری نظروں سے اوجھل ضرور ہیں مگر اہل سنت کا عقیدہ بولتا ہے۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا

جولوگ مرکز سے طوطا چشمی کرکے دبے لچے ہی سہی مسلک اعلحضرت کو زک پہونچانے کی شعوری یا غیر شعوری فکر میں لگے ہیں مجاہد ملت کی روح ان سے مرکز سے بے وفائی اور مسلک اعلیٰ حضرت سے آنکھ مچولی کا سوال ضرور کرتی ہوگی،اللہ تعالیٰ ایسوں کو۔ع

وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

پر چلنے کی توفیق بخشے۔

آیئے اب مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے مجاہد ملت نے خدمات کا جو فلک سجایا ہے اس سے چند تارے اپنے مضمون کے دامن میں ٹانکنے کی کوشش کرتے ہیں،مگر اس سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا دائرہ کہاں سے کہاں تک ہے،قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے اپنی نظر فروز دلکشا تحریر میں انہیں ان چار خانوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) سنی حنفی مسلمانوں کے عقائد وروایات،جنہیں دیوبندی حضرات شرک وحرام سمجھتے تھے،اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے قرآن وحدیث اور فقہ حنفی واسلاف کی کتابوں سے روشن بیانات اور واضح دلائل کے ساتھ یہ ثابت کردیا کہ وہ امور شرک اور حرام نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث کا مقتضا اور ائمہ کرام،سلف صالحین کے نزدیک مستحسن وپسندیدہ ہیں۔

(۲) دیوبندی فرقے کے وہ مخصوص عقائد جنہیں وہ تحریر وتقریر کے ذریعہ مسلم معاشرہ میں پھیلا رہے تھے اور آج بھی ان کی تبلیغ واشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور

ازراہ فریب سادہ لوح عوام سے کہتے تھے یہی وہ اسلامی عقائد ہیں جو قرآن وحدیث سے اخذ کئے گئے ہیں ایک سچے مسلمان کو انہیں عقائد پر چلنا چاہیے،اعلیٰ حضرت نے امت مسلمہ کو عقیدے کے فساد سے بچانے کیلئے جوانمردی وثابت قدمی سے اپنی مہم کا آغاز کیا ہے وہ ایک مجدد ہی کی شان ہوسکتی ہے۔

(۳) اکابر دیوبند کی بعض وہ عبارتیں جن میں انہوں نے رسول پاک ﷺ کی شان پاک میں گستاخیاں کی تھیں اور ضروریات دین کا انکار کرکے دین سے اپنا رشتہ منقطع کرلیا تھا،اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ان توہین آمیز عبارتوں پر ان کا مواخذہ فرمایا اور ان سے رجوع وتوبہ کا مطالبہ کیا،آگے چل کر ان مطالبات میں سادات حرمین شریفین،اور بلاد عرب کے مشاہیر علماء ومشائخ بھی شریک ہوگئے اور اس طرح یہ کل عالم اسلام کا مطالبہ بن گیا۔

(۴) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی علمی خدمات کا چوتھا شعبہ وہ مذہبی اور اخلاقی اصلاحات ہیں جو مسلم معاشرہ میں پھیلی ہوئی غلط رسموں،اور برائیوں کے خلاف،اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے انجام دیئے،ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر نئے مسائل ہیں جن پر فاضل موصوف نے بلند پایہ تحقیقات اور فکری نوادرات چھوڑے ہیں،جنہیں دیکھ کر علمائے عرب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بصیرت اور علمی عظمت کا لوہا مان لیا ہے،انہوں نے جن اغلاط ومفاسد کی اصلاح کی ہے وہ ہزاروں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔(مسلک اعلیٰ حضرت،منظر،پس منظر ص۱۸۱)

یہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی علمی،فقہی،تجدیدی اور اصلاحی کارناموں کا عطر مجموعہ،سمیٹ دیجیے تو یہ چار نکات ہیں اور پھیلا دیجیے تو وسیع کائنات، اور سب کو ملا دیجیے تو مسلک اعلیٰ حضرت،اہل سنت وجماعت کے عقائد ہوں یا معمولات ان چاروں میں سے کسی ایک سے وابستہ ضرور ہیں،حضور مجاہد ملت کی مجاہدانہ زندگی کا جب ہم اس زاویہ فکر سے جائزہ لیتے ہیں تو ان کی کل کی کل کارگذاریاں انہیں چاروں

میں سے ایک کے محور پر رقص کرتی نظر آتی ہیں، پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی نے بڑا دلپذیر نقشہ کھینچا ہے،

”وہ اپنوں میں حد سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا مگر بیگانوں میں بادل کی گرج بجلی کی تڑپ، وہ گھر کا آسودہ حال تھا، مگر قوم کیلئے آشفتہ حال، اس کی زندگی ریل اور جیل کی زیادہ تھی، جو اپنے لئے نہیں قوم وملت کیلئے زندہ تھا، جو زبان کا دھنی اور وعدے کا سچا، جو بریلی میں کہتا وہی حرم کعبہ میں کہتا، جو امام اہل سنت سے کہتا وہی گنبد خضرا کی چھاؤں میں کہتا، جو انجمنوں میں بولتا وہی دار ورسن پر بولتا۔“

(نوائے حبیب کلکتہ کا مجاہد ملت نمبر ص ۱۹۹)

پیش ہے مجاہد ملت کے اوراق حیات سے کچھ انمول جواہر پارے جس کی سطر سطر میں مسلک اعلیٰ حضرت کا طوفان ہے، بریلویت کی تڑپ ہے، مسلک اسلاف کی پاسداری ہے، فکر رضا کی سچی ترجمانی ہے اور وہ عناصر ترکیبی ہیں جنہوں نے اڑیسہ کے مولانا حبیب الرحمان کو عالم اہل سنت کا مجاہد ملت بنا دیا۔

۱

۱۳۹۹ھ ہے مجاہد ملت مدینہ منورہ حاضر ہیں، عشاء کی نماز کے بعد کا وقت ہے، گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں ہے، صلوٰۃ وسلام کی ڈالی نچھاور ہو رہی ہے، آپ کے ساتھ شیر بہار حضرت علامہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب مظفر پوری کے ساتھ دیگر علمائے اہل سنت بھی ہیں کہ حکومت کے کارندوں میں سے ایک شخص حاضر ہوتا ہے اور آپ کو بڑے قاضی امام حرم شیخ عبد العزیز کے پاس لے جاتا ہے،

بڑا قاضی ...... آپ ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ہیں؟

مجاہد ملت ...... ہم انبیاء ومرسلین صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل

کرنے کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے شرک کہتے ہو، اب تمہارے عقیدے کی بنا پر ہم مشرک ٹھہرے، لہٰذا ہم تمھارے پیچھے نماز کیسے پڑھیں؟

حضور مجاہد ملت کے اس بیان کو قلمبند کروا کر بڑے قاضی نے آپ سے دستخط لینا چاہا تو آپ نے فرمایا ”الفاظ امام حرم کے ساتھ وہابی کا لفظ بھی لکھو، تاکہ یہ بات بالکل واضح ہو جائے کہ میں وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا“ چنانچہ وہابی بڑے قاضی نے اپنے قلم سے وہابی کا لفظ بڑھا کر آپ سے دستخط لیا۔

وہابی قاضی ...... ہم لوگوں کے پیچھے نماز کے ناجائز ہونے کی وجہ بتاؤ؟

مجاہد ملت ...... تم لوگ مکفر المسلمین ہو، اس لئے کہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے توسل کرنے کو تم لوگوں کے شرک کہنے کی بنا پر تمام مسلمانوں کا کافر ومشرک ہونا لازم آتا ہے، ہمارے فقہا نے فرمایا ہے جس قول کی بنا پر تمام مسلمانوں کا کافر ہونا لازم آتا ہو وہ قول خود کفر ہوتا ہے، ہمارے فقہاء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص کے قول پر کفر لازم آئے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

وہابی قاضی ...... کہاں اور کس مدرسے میں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت ...... مدرسہ سبحانیہ الہ باد میں، مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں، جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں۔

وہابی قاضی ...... بریلی کے مدرسے میں نہیں پڑھا ہے؟

حق وباطل کے درمیان کیسی امتیاز کی لکیر کھینچ دی تھی امام احمد رضا نے کہ آپ کی ذات تو امتیاز اہل سنت ہے ہی آپ کی نسبت سے آپ کا شہر بھی امتیاز اہلسنت ہے، کیا کشش تھی اس مخلص اہلسنت کے پیغام میں کہ افق در افق یہ بات پھیل چکی تھی کہ انبیاء واولیاء سے توسل کرنے والے، علم غیب کا اقرار کرنے والے، حیات النبی کا عقیدہ رکھنے والے (وغیرہ، وغیرہ) بریلوی ہوتے ہیں، اور ان تمام چیزوں کو حقائق کے اجالے میں لانے والے مولانا احمد رضا ہیں، وہابی قاضی کو یقین تھا کہ اس نے ضرور

بریلی کے مدرسہ میں پڑھا ہوگا جبھی تو ایسی وسعت علمی اور حق گوئی و بے باکی کا مظاہرہ
کر رہا ہے، اسی لئے اس نے فوراً بریلی کا نام لیا، مگر اس نادان کو کیا خبر تھی کہ مسلک اعلیٰ
حضرت کی اشاعت کیلئے بریلی ہی شہر کے مدرسہ میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، پوری
دنیا میں بریلوی مسلک بادل بن کر برس رہا ہے، فکر بریلوی کے حامل مدارس سے عالم کا
چپہ چپہ آباد ہے، اور پیغام رضا کو گھر گھر پہنچانے کے لئے دنیا میں کتنے حبیب الرحمان
کی جلوہ نمائی ہوئی اور ہوتی رہیگی، چوں کہ مجاہد ملت نے بریلی شریف میں حاضر ہوکر
پڑھا نہیں تھا، اس لئے جواب دیا

مجاہد ملت ...... نہیں۔

وہابی قاضی ...... تمہارا حج بند کرکے تمہیں روانہ کردیا جائیگا، مشرک کا حج کیسا؟

مجاہد ملت ...... اگر یہی بات ہیکہ انبیاء ومرسلین صلوٰت اللہ علیہم اجمعین سے توسل
کرنے والا ایسا مشرک ہیکہ اس کیلئے حج نہیں، تو شیعہ کا حج کیسے جائز رکھا، جبکہ وہ لوگ
مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے ہیں۔

وہابی قاضی ...... وہ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

مجاہد ملت ...... کیا تمہارے پیچھے نماز پڑھ لینے سے شرک معاف ہوجاتا ہے؟ یہ کوئی
مذہب ہے؟ یہ کوئی دین ہے؟ یہ اسلام ہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

وہابی قاضی سے مجاہد ملت کے برجستہ جواب کا جواب جب نہ بن پڑا تو اس نے
جھنجھلا کر پہلے جیل اور پھر ہندوستان واپسی کا حکم دے دیا، مگر جن کے ناموس شریعت کی
حفاظت کی خاطر مجاہد ملت ظلم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر افضل الجهاد كلمة
حق عند السلطان الجائر کا نمونہ بنے ہوئے تھے، وہ حاضر وناظر نبی رحمت
ﷺ ان کو بھلا کیسے چھوڑ سکتے تھے، الحاج محمد اسحاق نوری لاہوری بیان فرماتے ہیں کہ
ادھر سعودی حکومت نے حضرت کو گرفتار کرکے بیر عثمانی کے جیل میں بند کیا ادھر مجھے
خواب میں کچھ اس طرح زیارت ہوئی کہ آپ فوجی وردی میں ملبوس بارگاہ مصطفےٰ میں

عین سنہری جالیوں کے سامنے ایک وسیع وعریض دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ہیں، رنگا
رنگ کے کھانے، قسما قسم کے مشروبات، خصوصاً زردہ، پلاؤ، اور دیگر لوازمات آپ کے
سامنے ہیں، اس دسترخوان پر چار پانچ اور بزرگ بھی جلوہ افروز ہیں، حضور سید عالم
ﷺ اپنے ہاتھ سے آپ کو اس دسترخوان سے اٹھا اٹھا کر عطا فرما رہے ہیں، اور بعد
فراغت آپ ایک فوجی مجاہد کی حیثیت سے حضور کے مواجہ کی طرف مارچ کرتے ہوئے
سلوٹ سے سلامی دیتے ہوئے غائب ہوجاتے ہیں، مگر عجب اتفاق کہ سخت پابندیوں
کے باوجود دوسرے سال مجاہد ملت آخری بار سلام اور حج وزیارت کے لئے جب
حاضر ہوئے، میں نے حضرت قبلہ فقیہ اعظم کی موجودگی میں منیٰ میں اپنا خواب اور حضور
کی نوازشات کا ذکر کیا تو مجاہد ملت کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے، اور زبان پر
درود وسلام جاری ہوگیا۔ (نوائے حبیب، مجاہد ملت نمبر، ۱۱۰)

حضور مجاہد ملت واپس ہوگئے مگر سلطان کے سامنے حق بول کر افضل جہاد کا حق ادا
کردیا، گستاخان رسول کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی مثال قائم کردی، خوف کے سائے میں بھی
بے باکی وحق گوئی کا پیکر بنے رہنے کا سبق صفحۂ تاریخ پر نقش کردیا، اس واقعہ کی مزید تفصیل
دیکھنی ہو تو مجاہد ملت کا حرف حقانیت اور مرد جوزا دیکھئے، یہ ہے مجاہد ملت کی للکار اور مرد مومن
کی طوق وسلاسل کے سائے میں حق کی پکار، اور یہ ہے مسلک اعلیٰ حضرت کی جھنکار۔

مولانا ابوالوفا فصیحی غازیپوری اہل سنت کے دھنوادھار خطیب تھے، ان کے
بارے میں اپنے بڑوں سے میں نے سنا کہ وہ جب بولتے تھے تو فصاحت لب چومتی
اور بلاغت جھوم جھوم جاتی، اپنی اس ساحر البیانی کی وجہ سے اکابر اہلسنت میں قدر کی
نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، یہاں تک کہ آل انڈیا تبلیغ سیرت کے حضور مجاہد ملت اگر
صدر تھے، تو وہ جنرل سکریٹری، اسی وجہ سے اس پلیٹ فارم سے ان کا خطاب ملک کے

حصے حصے میں ہو رہا تھا،مگر جب یہ راز آشکار ہوا کہ ان کے دادا،مولانا محمد فصیح سید احمد رائے بریلوی کے مرید اور خلیفہ تھے اور مولانا فصیحی سید احمد کو بے داغ مانتے ہیں تو پھر حق نے اپنا جلوہ دکھایا،غلامان امام احمد رضا نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا،سید احمد کون ہے ؟اس کی حقیقت کیا ہے خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی تحریر فرماتے ہیں:

”علمائے دیوبند کا یہ کہنا ہیکہ سید احمد بریلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی اس لڑائی میں شہید کر دیئے گئے،مگر تاریخی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ سکھوں کے ہاتھ نہیں بلکہ ان کی بدعقیدگی کی بنا پر افغانی پٹھانوں نے انہیں قتل کیا۔“(خون کے آنسو،۲۷)

اور علامہ ارشد القادری رقمطراز ہیں:

”لادینی حکومت،اور ملی جلی سرکار بنانے کیلئے جو فوج اکھٹی کی جائے نہ وہ مجاہد کی فوج کہلا سکتی ہے،اور نہ اس فوج کے مقتول سپاہی کو شہید قرار دیا جا سکتا۔“(زلزلہ۔۱۴۳)

حضور مجاہد ملت سے بھی متعدد حضرات نے سید احمد رائے بریلوی کے حوالے سے مولانا فصیحی صاحب کے بارے میں سوال کیا،یاد رہے کہ مولانا فصیحی حضور مجاہد ملت کے بہت قریب اور پسندیدہ خطیب تھے،اسی قربت کا نتیجہ تھا کہ آل انڈیا تبلیغ سیرت کے جنرل سکریٹری کے معزز عہدے پر وہ فائز تھے،مگر جب فصیحی صاحب کے بارے میں اب تک چھپی ہوئی یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ سید احمد کو بے خطا اور بے داغ مانتے ہیں تو حضور مجاہد ملت چونک گئے،معاملہ چونکہ ایمان وکفر کا تھا آپ نے بغیر کسی تردد وتامل کے فصیحی صاحب کے نام وضاحت طلب کھلا خط لکھا،اس طرح جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو گیا،اپنے ہر خط میں فصیحی صاحب نے سید احمد کو پاک بے غبار ثابت کرنے کی کوشش کی جن سے ان کا مافی الضمیر روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آ گیا،اب حضور مجاہد ملت نے مولانا فصیحی کو دوٹوک جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا:

”مولانا ابوالوفا فصیحی غازیپوری کا یہ لکھنا کہ سید احمد صاحب ہر زد اور ہر نشانے سے محفوظ ومصئون ہیں،غلط ہے،لہذا اس سلسلے میں جو لوگ داخل ہیں انقطاع سے بچنے

کیلئے دوسرے صحیح ومتصل سلسلہ میں ان کو بیعت کر لینا چاہیئے،فقیر اس کو ثابت کرنے کیلئے اصالۃً یا وکالۃً ہر طرح تیار ہے۔“(مرد جوزا،ص۲۴۹)

مولانا ابوالوفا اپنے دادا سے نسبت ارادت کی ہی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ فصیحی کا لاحقہ لگاتے تھے،حضور مجاہد ملت کے اظہار حق وصداقت کے بعد انہیں اپنی ارادت کی دیوار لڑکھڑاتی محسوس ہوئی،ہزار افہام وتفہیم کے بعد ان کا ضمیر پیغام حق قبول کرنے تیار نہ ہوا،جب مجاہد ملت نے انہیں اپنے موقف پر ڈٹا ہوا پایا تو نہ صرف یہ کہ تعلق توڑ لیا،بلکہ تبلیغ سیرت کے سکریٹری کے عہدے سے بھی بآں رفعت شان معزول کر دیا۔

یہ ہیں مجاہد ملت جنہوں نے دین کے معاملے میں کبھی کسی سے سمجھوتہ نہ کیا،اپنے اور پرائے،یگانے اور بیگانے میں کوئی فرق نہ کیا،حق اور سچ بات کہنے میں ہمیشہ مسلک اعلحضرت کی پاسداری فرمائی،آج تو گھال میل کا دور چل رہا ہے،سب سے مل جل کر رہنے کی دعوت دی جارہی ہے،کھلے بندوں بدعقیدوں کے یہاں رشتہ کیا جارہا ہے، دعوت اڑائی جارہی ہے،اسی خلط ملط کا بھیانک انجام ہیکہ لوگوں میں پلپلا پن آرہا ہے،صلح کلیت پنپ رہی ہے،کیا جواب دینگے لوگ کل داور محشر کے سامنے جب ان سے عقیدے کی بابت سوال کیا جائیگا،یقیناً بڑے ہی عاقبت نااندیش ہیں وہ سب جو اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر نہیں کرتے،انہیں شاید خبر نہیں ہے کہ وہ اپنی اس بے احتیاطی سے سنیت کو کمزور اور صلح کلیت کو مضبوط کر رہے ہیں،خود ڈوب رہے ہیں اور دوسروں کو بھی قعر جہنم میں ڈبانے میں لگے ہیں۔

بدمذہبوں سے ربط وتعلق کے حوالے سے جو نرمی دن بہ دن آتی جارہی ہے،اور علماء احقاق حق سے جس طرح کترانے لگے ہیں اس نے تو خطرات کے دروازے پر دستک دے دی ہے،عالم یہ ہے کہ آرام سے لوگ بدعقیدوں کی صحبت میں رہتے اور ان سے راہ ورسم رکھتے ہیں،اس جرات رندانہ پر کون نہ مر جائے کہ محافل ومجالس میں گلا پھاڑ پھاڑ کر مسلک اعلیٰ حضرت کا بھی نعرہ لگاتے ہیں،جبکہ اعلیٰ حضرت نے الملفوظ

شریف میں بیان فرمایاہیکہ بدعقیدوں کی صحبت کی سب سے بڑی نحوست یہ ہیکہ ایسے آدمی کومرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا، کتنی فکرتھی مجاہد ملت کواپنے اوراپنے متعلقین کے ایمان کی کہ پہلے افہام وتفہیم اور پھراتمام حجت کے بعد خودکومولانا فصیحی سے دور کرلیااور مولانا فصیحی کوخود سے دور کردیا۔

۳

حق گوئی وبے باکی کوڈاکٹر اقبال نے آئین جواں مرداں کہاہے،حضور مجاہد ملت لگتاہے اسی فطرت پر پیدا کئے گئے تھے،وہ دینی اسٹیج پر بحیثیت مقرر،قوم وملت کے بیچ بحیثیت مبلغ ومصلح اور مناظرہ میں کبھی مناظر اور کبھی صدر مناظرہ کی حیثیت سے نظر آتے ،اگر کہیں مناظرہ ہونے کا موقع آتا اور مخالف کی طرف سے انکار وفرار پر اصرار ہوتا تو آپ جان توڑ کوشش فرماتے کہ مناظرہ ہواورضرور ہو،اس کیلئے بسا اوقات آپ اپنے اوپر اخراجات کا بھی بوجھ لے لیتے ،حتیٰ کہ مخالفین کے اخراجات کا بھی کبھی کبھی اپنے اوپر بوجھ اٹھالیتے ،اوراس سے بھی کام چلتا ہوا نہ دیکھتے تو جلسہ اور جلسہ گاہ کا بھی خرچہ برداشت کرنے پر تیار ہوجاتے ،اسی لئے نظامی صاحب کہا کرتے تھے کہ حضرت مناظرہ کوسونگھا کرتے تھے۔ جہاں مہک ملی پہنچ گئے ،جہاں گئے فتح وکامرانی اور فوزوفلاح نے بڑھ کر لبیک کہا۔

بریلی شریف کے تاریخی مناظرے میں ابتداً دیوبندی کا صدر جومولوی تھا اسے ایک دن میں ایسا حواس باختہ کیا کہ دیوبندیوں کوسنبھل سے مولوی اسماعیل کوبلانا پڑا ،یہ آئے تو اپنا رنگ جمانے کیلئے صدارتی تقریر میں کہا۔

''مسلمانو! ہماری صورتیں دیکھو،ہم داڑھی رکھے ہوئے ہیں ،ہم نماز پڑھتے ہیں،روزہ رکھتے ہیں،کلمہ پڑھتے ہیں،حج کرتے ہیں ،زکوۃ دیتے ہیں ،مدرسے چلاتے ہیں،جن میں فقہ وتفسیر کی تعلیم دیتے ہیں ،ہمارے دیوبند کا مدرسہ اتنا لمبا

چوڑا ہے،مگر یہ لوگ ہم کو کافر کہتے ہیں ،اگر ہم کافر ہوتے تو یہ سب کیوں کرتے؟

حضرت مجاہد ملت نے برجستہ جواب ارشاد فرمایا،مولوی صاحب آپ نے اپنی منقبت میں بہت لمباچوڑا قصیدہ بے بحر کا پڑھ ڈالا ،مگر ٹیپ کا بند چھوڑ دیا، جہاں آپ نے یہ سب بیان کیا تھا آپ یہ بھی تو کہتے کہ ان سب کے ساتھ ساتھ ''توہین رسول'' بھی کرتے ہیں،مولوی صاحب ہم آپ کو داڑھی رکھنے پر کافر نہیں کہتے ،نماز پڑھنے پر کافر نہیں کہتے ،حج کرنے پر کافر نہیں کہتے ،ہم آپ کو''توہین رسول'' کرنے پر کافر کہتے ہیں ،آپ نے سب بیان کیا مگر اپنا اصلی کارنامہ بیان نہیں کیا،یہ سن کر سنبھلی صاحب کو سنبھلنا مشکل ہوگیا ،اور پھر ایسے چپ ہوئے کہ اخیر مناظرہ تک چپ ہی رہے۔

چند ارکان جماعت اسلامی سرکار مجاہد ملت سے ملنے آئے ،ایک صاحب نے جوعلاقہ میں جماعت اسلامی کے مبلغ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے سرکار مجاہد ملت سے کہا آپ ہمیں کچھ نصیحت فرمایئے ،سرکار مجاہد ملت نے برجستہ فرمایا کہ آپ لوگ جماعت اسلامی جیسی گمراہ جماعت سے اپنا تعلق توڑلیں اور توبہ کر کے راہ سنیت اختیار کریں جوراہ حق ہے،وہ بے چارے تلملا گئے ،ایک صاحب نے پوچھا کہ جماعت اسلامی میں کیا خرابی ہے،تو آپ نے مودودی صاحب کے عقائد ونظریات کو ان کے سامنے رکھا جوسواداعظم کے بالکل برعکس سراسر گمراہیوں پر مشتمل ہیں،مجاہد ملت اظہار حق وصداقت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے،کوشش یہی رہتی تھی کہ بندے خدا کے وفادار بندے بنیں،عقیدہ حق قبول کریں اوراس پر عمل کریں،چوں کہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے اس لئے اپنا ایمان عقیدہ اہلسنت وجماعت یعنی مسلک اعلحضرت کے موافق بنائیں۔

۴

کسی بھی معاشرے کی خوشحالی،ترقی وکامیابی وکامرانی کا دارومدار اس پر بھی ہیکہ

اس معاشرہ میں باہمی اعتماد وخلوص کتنا ہے،مسلمانوں کا آپس میں ربط وتعلق کیسا ہے، لوگ ایک دوسرے سے حسن ظن رکھتے ہیں کہ نہیں ،فضا بدگمانی کے زہر سے پاک ہے کہ نہیں ،اہل ایمان کے لیے حسن ظن حسن اخلاق کا قیمتی سرمایہ ہے،حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں حسن الظن من العبادة یعنی نیک گمان عبادت کا حسن ہے،اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں ہے،’’میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے موافق پیش آتا ہوں‘‘،معلوم ہوا حسن ظن کوئی معمولی صفت نہیں بلکہ حسن عبادت ہے،اسی لئے اولیاء،اتقیاء،صلحاء اور علماء جو تخلقوا باخلاق اللّٰہ کے پیکر ہوتے ہیں ان سے بھی کسی کی عیب بینی ،نکتہ چینی سرزد نہیں ہوتی ،مگر آج جلوہ معکوس کا مظہر ہمارا معاشرہ بنا ہوا ہے،عام لوگوں کو چھوڑ یئے جنہیں خاص کہا جاتا ہے ان میں کے بعض کا دامن تو اوران کانٹوں میں اٹا ہوا ہے،بغض،حسد،کینہ ،ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا جذبہ،پر کترنے کی کوشش،کسی کے عروج پر کڑھنا،راہ ارتقاء میں خشت وخار بچھانے کی فکر کرنا،آج کے بعض خواص کے خاص اوصاف ہیں،ان کی کن کن خوبیوں کو گنایا جائے ،ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ بلاوجہ اپنی ہی جلائی ہوئی آگ میں جل رہے ہیں،یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے کھودے گئے کنویں میں خود گر جائیں،شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے ہزار بات کی ایک بات کہی ہے۔

علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت ست

وہ علم جو راہ حق کی رہنمائی نہ کرے وہ علم نہیں جہالت ہے،جس آدمی کو اپنا علم جب خود اس کی رہنمائی نہیں کرتا ہتو اس سے کیا امید ہیکہ اس کا علم دوسروں کی رہنمائی کرے گا،یاد رکھئے جس طرح خوشبو مقید نہیں ہوسکتی ،روشنی پر بند نہیں باندھا جاسکتا ایسے ہی کسی کی عزت وشہرت کسی کے گھٹانے سے نہیں گھٹتی ،یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے،اس حوالے سے مجاہد ملت کی زندگی ہمیں شفافیت کی علمبردار نظر آتی ہے، جہاں بدگمانی نہیں ہے،بغض وحسد

نہیں ہے،کسی کے مرتبے سے چڑھنا اور کڑھنا نہیں ہے،اگر حضور مجاہد ملت میں یہ چیزیں ہوتیں تو چھوٹے بڑے،عوام وخواص جو بھی ان سے ملتے ،اور ہاتھ چومنے کو سر جھکاتے اور اس کے ہونٹ حضرت کے ہاتھ تک پہنچنے نہ پاتے کہ حضرت خود ہی اس کا ہاتھ چوم لیتے ،کیا ؟ یہ حسن اخلاق ، جوہر انسانیت ،نظر آتی ،مگر ہم تو دیکھتے ہیں ،مجاہد ملت کی زندگی میں پیار ہی پیار ہے،خلوص ہی خلوص ہے،ہمدردی ہی ہمدردی ہے، جو مل رہا ہے دعاء دے رہے ہیں،تبسم کے پھول برسار ہے ہیں،ان کے اخلاق کو دیکھ کر نبی محترم ﷺ کے اخلاق کی یاد تازہ ہوجاتی ہے،ان کی دستگیری کو دیکھ کر غوث اعظم کی دستگیری کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے،ان کی غریب نوازی کو دیکھ کر سلطان الہند خواجہ غریب نواز کی شان غریب نوازی مسکرانے لگتی ہے،ان کے حلقہ یاراں میں ریشم کی طرح نرم،اور رزم حق وباطل میں فولاد کا منظر پیش کرنے پر امام احمد رضا کی سیرت کا جلوہ جگمگانے لگتا ہے، جو اپنے بڑوں کے اوصاف کی سچی تصویر تھے،اپنے بزرگوں کے اخلاق کی نوری کرن تھے، جناب راز الہ بادی یوں نقشہ کھینچتے ہیں:

’’حضرت مجاہد ملت میں تواضع ،انکساری،قناعت پسندی، بہادری،بے باکی، جرات واولولعزمی کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی،ملکی معاملات اور علماء کے گرتے ہوئے حالات پر غور کرتے ،اور مسلمانوں کی بے عملیوں پر بے پناہ کرب،رنج وملال کا اظہار فرماتے ،اپنے مسلک اور دین پر سختی سے پابندی کرتے ہوئے بھی تمام قوموں کے افراد کو فراخدلی سے فیضیاب کرتے ،حضرت مجاہد ملت میں ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ لوگوں کی عیب پوشی کیا کرتے تھے‘‘۔(اشرفیہ،مجاہد ملت نمبر،ص۲۱۳)

غور کیجئے ذکر کی گئی مجاہد ملت کی کوئی صفت آج ہمارے اندر موجود ہے؟ جو چراغ راہ ہیں وہ نشان منزل کیا بنتے کہ خود ظلمت فکر کے اسیر ہیں،علماء کی گرتی ہوئی حالت پر مجاہد ملت کو اس وقت بھی افسوس ہوتا تھا،آج کی حالت اگر دیکھتے تو شاید مرثیہ پڑھ دیتے ،وہ حالات کی خار زار وادیوں سے گل نوشگفتہ کی طرح باہر نکل آتے ،ہر قسم کے

لوگ ان سے ملتے مگر جس سے بھی ملتے مسلکی تشخص کے ساتھ ملتے۔

۵

اعلیٰ حضرت کی عقائد سے لیکر اعمال تک اور افکار سے لیکر معمولات و مراسم تک زندگی کے ہر گوشے پر احتسابی نظر تھی، اپنی تدبیر، تحریر، تبلیغ، تقریر سے اجسام ملت پر جہاں زخم دیکھا مرہم رکھا، اس سے نہیں کام چلا تو آپریشن بھی کیا اور پھر پوسٹ مارٹم بھی کیا، حضور مجاہد ملت جنکی زندگی مسلک اعلحضرت ہی کی خدمت و اشاعت اور صیانت وحفاظت کیلئے وقف تھی اس معاملہ میں اعلحضرت کے فکر وعمل کے پرتو نظر آتے ہیں، پیش ہے اصلاح معاشرہ کے حوالے سے مجاہد ملت کی تقریر کے چند اقتباسات، آپ دیکھینگے ان میں مسلک اعلیٰ حضرت کی روح چلتی پھرتی، مسکراتی جگمگاتی نظر آتی ہے۔

''مسلمان وہ ہے جسکی جان جائے تو کوئی بات نہیں، لیکن اس کا دین وایمان باقی نہ رہے زیادہ خطرناک ہے، پہلے اس لئے ظلم ہوتا تھا کہ مسلمان نہ رہے آج اس لئے ہو رہا ہیکہ مسلمان رہے لیکن مسلمان ہو کر نہ رہے''۔

''آج جو پریشانیاں ہیں دشواریاں ہیں وہ احساس کے نہ ہونے کی وجہ سے ہیں، اگر مسلمان اپنے کو نہ جانے، اپنے فرض منصبی کو نہ پہچانے تو نہیں معلوم اس کا کیا حشر ہوگا، اگر قرآن میں بتلائے ہوئے فرائض کو وہ انجام نہیں دیتا تو وہ صرف اپنے ہی پیر پر کلہاڑی نہیں مارتا بلکہ اسلام کی روایات پر بھی چوٹ مارتا ہے''۔

''مسلمان کا فرض یہ ہیکہ وہ اللہ کو سب سے بڑا سمجھے، آج کچھ مسلمان ایسے ہی ہیں جن کے کام اسلامی روایات کے بالکل خلاف ہیں، دین ان سے کوسوں دور چلا گیا ہے، یہی وجہ ہیکہ مسلمان پریشان ہے''۔

''آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آج کتنے مسلمان نمازی ہیں؟ کتنے مسلمان روزہ رکھتے ہیں؟ کتنے زکوٰۃ دیتے ہیں؟ کتنے حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں؟ اور کتنے

سودخوری سے بچتے ہیں؟ مسجدیں ویران وتباہ ہو رہی ہیں۔ مسلمانوں کی توہین ہو رہی ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تم لوگ حضرت رسول اللہ ﷺ کو بھول گئے، مسلمانوں اب ہوش میں آجاؤ، اور اپنے دینی فرائض کو انجام دو''۔

''تبلیغ سیرت نام کی یہ جماعت آپ کے لئے قائم کی گئی ہے، یہ اہل سنت کی ایک جماعت ہے، غیر سنی اس کا ممبر نہیں ہوسکتا، اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ ہر اس شخص کی حفاظت کے لئے مدد کریگی جو اپنے کو مسلمان کہتا ہے، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا اسلام زندہ رہے، تم حضرت رسول اللہ ﷺ کے پیغام کو لیکر آئے ہو، حضور کی خدمت کرنا نہ بھولو، ان کے دربار میں جانا نہ بھولو، نماز روزے کو نہ بھولو، انہوں نے تمہیں اسی لئے قرآن دیا ہیکہ تم صحیح راستے پر چلو، اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینا تمہارا فرض ہے، تم اسلام کیلئے پیدا ہوئے ہو، تمہیں اسلام ہی کے لئے مرنا چاہیے۔''

اس پہ مرتے ہیں کہ دنیا میں بڑا نام رہے
ہم رہیں یا نہ رہیں دنیا میں اسلام رہے

(مردجوزا، ۳۳۸، علامہ عاشق الرحمان، الہ باد)

بزرگوں کی زبان سے نکلے ہوئے بول شریعت وطریقت کی میزان پر تولے ہوئے انمول ہدایت کے نگینے ہوتے ہیں، ان میں درس شریعت بھی ہوتا ہے، اور رمز طریقت بھی، ان میں فرد اور جماعت سب کی ہدایت کا سامان بھی ہوتا ہے، اور خوف خدا و عشق مصطفےٰ کا تازہ گلستاں بھی، باتوں باتوں میں وہ ایسی بات کر جاتے ہیں جنہیں کتابوں میں کھوجتے کھوجتے تھک جایئے اور نہ ملے، اخیر میں پیش ہیں مجاہد ملت کی زبان سے نکلے ہوئے چند انمول بول۔

(۱) رسالہ الاستمداد جو اعلیٰ حضرت کا منظوم رسالہ ہے اس میں حمد خدا اور نعت مصطفےٰ

کے بعد خصوصیت کے ساتھ اپنے خلفاء کا ذکر کیا ہے، ذکر اس انداز میں کہ اسی سے ان
کے محاسن کا اندازہ لگ جاتا ہے، حضور مجاہد ملت اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

''رسالہ الاستمداد کو پڑھ کر اگر کوئی سنی صحیح طور پر سمجھ لے تو وہ
دیوبندی سے بحث کرنے کے قابل ہو جائیگا''۔

(۲) برسبیل تذکرہ فرمایا، ایک بار انگریز لوگ آپس میں مسلمانوں کے بارے
میں گفتگو کررہے تھے بعض نے کہا مسلمانوں میں ان کے دین کی تبلیغ کا انتظام نہیں
ہے، اس پر معلومات رکھنے والے انگریزوں میں سے بعض نے کہا ایسا نہیں ہے، ان
لوگوں کے یہاں میلاد ہوتا ہے، میلاد کی محفلوں میں مرد بھی ہوتے ہیں، بچے بھی،
عورتیں بھی پردے میں بیٹھ کر میلاد سنتی ہیں، محفل کے اختتام پر وہ لوگ شیرینی تقسیم
کرتے ہیں، کتنے لوگ شیرینی ہی کی لالچ میں میلاد کی محفل میں شریک ہوتے ہیں،
ان محفلوں میں ان کے دین کی تبلیغ ہوتی ہے، اور شیرینی کے لالچ میں جانے والے
لوگ بھی میلاد سنتے ہیں، مسلمانوں کی تبلیغ کا یہ بہت زبردست طریقہ ہے، یہ سمجھنا غلط
ہے کہ مسلمانوں کے یہاں تبلیغ کا انتظام نہیں۔

(۳) فقیر غفرلہ القدیر کا طریقہ یہ رہا ہے کہ جب کام میں کوئی ساتھ دینے والا
نہیں ملتا تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا ایک شعر پڑھکر تسلی کر لیتا
ہوں، ارشاد فرماتے ہیں،

ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کے سر دے ماروں چل رے مولیٰ والی ہے

یہ ہے حضرت مجاہد ملت مولانا الشاہ محمد حبیب الرحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی
سیرت وحیات کے گلشن میں افکار رضا کے کھلنے والے پھولوں کی عطر بیزی، ان کی
زندگی کے ہر افق پر بریلی بریلی کی چہکار، اور رضا رضا کی پکار سنائی دیتی ہے، انہوں نے
مسلک رضا کو کچھ اس انداز سے اپنایا اور گلے لگایا کہ وادی وادی پربت پربت رضا

رضا پکارنے لگے، ان کی خلوت میں اگر اعلیحضرت کی گونج تھی تو جلوت میں مسلک
اعلیحضرت کی دھوم، اسی لئے آج غلامان حبیب ورضا عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے
ہوئے عرض کرتے ہیں ؎

ڈال دی قلب میں عشق احمد رضا   اس مجاہد ملت پہ لاکھوں سلام

مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت یہ ایک ایسا عنوان ہے جس پر ضخیم کتاب تیار
ہوسکتی ہے، صرف آل انڈیا تبلیغ سیرت کے حوالے سے مجاہد ملت کے مجاہدانہ کارناموں،
اولوالعزم بیانوں، سرفروشانہ جذبوں اوران پروگراموں کے اسٹیج سے ظاہر ہونے
والے نتیجوں کو جمع کیا جائے تو صفحات کے صفحات بھر جائیں، حق یہ ہیکہ آج جو مسلک
اعلیٰ حضرت کے نعرے لگ رہے ہیں، اور نعروں کے جھنکار سے فضائیں گونج رہی ہیں،
بلکہ جس جلسے میں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ نہ لگے، اس پر بدعقیدوں اور صلح کلیوں کے
جلسے کا گمان ہوتا ہے، اسی لئے اپنے اداروں، مسجدوں، تنظیموں، انجمنوں کے مستقبل
میں تحفظ کیلئے دستور اساسی میں قصداً لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کا لفظ شامل کروارہے
ہیں، اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ جہاں مسلک اعلیٰ حضرت کا لفظ آگیا اس کا تحفظ
ہوگیا، یہ جو کچھ ہورہا ہے ہمارے ماضی قریب کے بزرگوں، دانشوروں کی محنت
کا خوشگوار انجام ہے، ان میں خاص طور پر مجاہد ملت کے اساتذہ، تلامذہ اور رفقاء، خاص
طور پر خود مجاہد ملت نے جو قربانیاں دی ہیں، جو جذبۂ ایثار پیش کیا ہے اور مسلک اعلیٰ
حضرت کو گھر گھر پہنچانے میں جس خلوص دل کا انہوں نے اظہار کیا ہے وہ ہندوستان کی
مذہبی تاریخ کا سنہرا باب ہے، عصر حاضر میں مسلک زندہ ہے ان کے نام سے اور وہ
پہچانے جارہے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کے محافظ کے نام سے، آج چند جدید یئے
اگر مسلک اعلیٰ حضرت کو ہضم نہیں کرپارہے ہیں تو انہیں فوراً اپنا احتساب کرنا چاہیے،
ہمیشہ کوشش یہ رہے کہ اپنے اسلاف سے رشتہ نہ ٹوٹے، اسی میں خیریت اور عافیت
ہے، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ان تمام احباب واصحاب کو جو ایسے زبوں حال ماحول

میں سینہ سپر ہو کر مسلک اعلیٰ حضرت کے وقار کو بحال کرنے میں نیک نیتی سے صبح ومسا مشغول ہیں، یہ تو ہے کہ مٹھی بھر آزاد خیالی کے ستم رسیدہ کچھ بگاڑ نہ سکیں گے، مگر یہ بھی تو مجاہد ملت کا قول ہے کہ ''چھیڑو مت، چھڑ جائے تو چھوڑو مت'' نشیمن سے دھواں اٹھتا رہے اور آدمی ہاتھ پر ہاتھ دھرے تماشہ دیکھتا رہے، یہ نہ نشیمن کے ساتھ وفاداری ہے اور نہ مکینان نشیمن کے ساتھ۔ بلکہ کالی گھٹاؤں کا تیور پہچاننا اور طوفان برق وبار سے اپنے آشیانے کی حفاظت کی فکر کرنا یہی دستور جہاں ہے، یہی تقاضائے وقت ہے، عین انصاف ہے اور اسی میں سب کیلئے امن وعافیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کی قبر پر رحمتوں کے پھول برسائے، اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت واشاعت میں لگے رہنے والوں کو دارین کی برکتوں سے مالا مال فرمائے۔

فکر وتحقیق سے لبریز ''امام علم وعمل'' کا پہلا باب

امام اہل سنت شخصیت اور علمی کمال

- امام احمد رضا کی حیات جلووں کی کہکشاں سے آباد ہے۔ انھیں منور جلووں میں سے ایک آفاقی جلوہ، جلوۂ علم بھی ہے۔ اس کتاب میں صرف امام احمد رضا کے جلوۂ علوم کی مختلف جہت سے رونمائی کی گئی ہے اور حقیقت بیز نتیجہ پیش کیا گیا ہے۔
- منبر قلم اور محراب قرطاس پر احرام باندھ باندھ کر زیبائی کرنے والے الفاظ کی صف بندی، شیشہ گری ومعارف پاشی۔
- دوسو صفحے کی اس کتاب میں تقریباً ۷۰ معتمد ومستند کتابوں کے حوالوں کی دودھیاں چاندنی۔
- علم ہی کی بدولت حضرت آدم علیہ السلام ممتاز ملائکہ بنے اور فیضان آدم علیہ السلام سے امام احمد رضا ممتاز دہر، اس سچائی کی تحقیقی پیشکش۔
- مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری کی دلآویز تحریر وتحقیق، صحافئی عصر مولانا رحمت اللہ صدیقی کی بصیرت افروز تقدیم سے مزین۔
- شیرین بک ڈپو وشا کھا پٹنم کا یہ فخریہ علمی تحفہ انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر۔

(مولانا) محمد ظفیر الدین رضوی

رابطہ کا نمبر: 09490996786

شجرۂ قادریہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علم ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف وسری معروف دے بے خودسری
جند حق میں گن جنیدِ با صفا کے واسطے

بہر شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بو الحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر، قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزْقاً سے دے رزقِ حسن
عبد رزّاق ابن غوث الاولیاء کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی جاں فزا کے واسطے

طورِ عرفان وعلو وحمد وحسنیٰ وبہا
دے علی، موسیٰ، حسن، احمد، بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمالُ الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین ودنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

نور جاں نورِ ایماں نور قبر وحشر دے
بو الحسین احمد نوری لقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

صدقہ انِ اعیاں کا دے چھ عین عز، علم وعمل
عفو، عرفاں، عافیت اس بینوا کے واسطے

(رضی اللہ تعالیٰ عنھم)

لاکھوں سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نوبہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشہِ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

عرش تافرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دُورونزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کاسہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دَم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہربات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موج بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروزِ ساعت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆